

سرکاری رپورٹ

## بلوچستان صوبائی اسٹبلی

گیارہویں اسٹبلی رکیارہواں ریکوزیشنڈ اجلاس

### مباحثات 2019ء

(اجلاس منعقد 9 اپریل 2019ء بہ طابق 3 شعبان 1440ھ، روز منگل)

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک و ترجمہ	1
2	رخصت کی درخواستیں۔	2
7	بلوچستان میں حالیہ بارشوں سے نقصانات اور امن و امان کی صورتحال پر عام بحث۔	3
39	اسپیکر بلوچستان اسٹبلی کا حکم نامہ۔	4

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 9 اپریل 2019ء بہ طابق 3 شعبان 1440ھ بروز منگل بوقت شام 05:45 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت جناب قادر علی نائل، جناب چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔ قادر علی نائل (جناب چیئرمین)۔ السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أَتَى الرَّحْمَنَ عَبْدًا ۝ لَفَدَ أَحْصَهُمْ وَعَلَّهُمْ  
عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ أُتِيهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرُدُّا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ  
سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ -

﴿پارہ نمبر ۱ سورہ مریم آیت نمبر ۹۳﴾

**ترجمہ:** آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آئے والے ہیں۔ ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔ پیشک جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے شائستہ اعمال کیئے ہیں ان کے لئے اللہ رحمٰن مجت پیدا کر دیگا۔ وَمَا عَمَلْيَنَا إِلَّا أُبَلَّغُ.

جناب چیرین۔ جزاک اللہ۔

جناب چیرین۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

سیکرٹری اسمبلی۔ سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا کہ عمرہ کی ادیگی کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر اسد اللہ بلوچ صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہے۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی مٹھا خان کا کڑ صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نور محمد دہڑ صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نواب محمد اسلم خان ریس انی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیرین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی عبدالواحد صدیقی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئی مصروفیات کی بنا آج کی نشست

سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ میرا کبر آسکانی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ مولانا نوال اللہ صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ محترمہ مستورہ بی بی نے مطلع فرمایا کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ ڈاکٹر ربانہ خان صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ محترمہ فریدہ بی بی نے مطلع فرمایا کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیری مین۔ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ جی میڈم۔

محترمہ بشریارند۔ جناب چیری مین صاحب! یہ ایک ایسا important issue ہے جس پر میں بات کر رہی ہوں۔ اس سے بہت سارے ایسے مسائل جو اپوزیشن کو بھی ہے اور گورنمنٹ کو بھی ہے میں بحثیت سند کیکیٹ ممبر ہوں، بلوچستان یونیورسٹی کی لیکن اب تک کافی میٹنگز ہو چکی ہیں جو مجھے inform نہیں کیا گیا۔ نہ بلا یا گیا بحثیت نہ آئندہ یہاں اسمبلی۔ تو ایسے بہت سے مسائل ہیں جو مجھے اپوزیشن نے لکھ کر دیے ہیں کہ ان کے سٹوڈنٹس کے ٹھپر ز کے ہمارے بہت سارے ایسے issues ہیں، جو ان سے related ہیں۔ لیکن ہم سے چھپا کے minutes میں وہ چیزیں by-pass کی جا رہی ہیں۔ تو براہ مہربانی فلور پر میں request کرتی ہوں کہ V.C. صاحب کو پابند کیا جائے کہ وہ یہاں پر آئیں۔ اور اس کی وجہات بیان

کریں کہ وہ ہمیں کیوں نہیں وہاں بلوار ہے ہیں؟۔ اور ان issues پر ہماری importance کیوں نہیں ہیں؟۔ جبکہ ہم پیلک کے نمائندے ہیں اور ان تمام جو مسائل ہے ان کو دور کرنے کیلئے ہم وہاں پر موجود ہے جب سرکاری سارے بیٹھیں گے تو وہ اپنے حق میں فیصلہ کریں گے۔ جب ہم جائیں گے تو ہم عوام کے مسائل دیکھیں گے کہ وہاں پر اسٹوڈنٹس کو نئے مسائل درپیش ہے ٹیچرز کو لیا پریشانیاں ہیں اور خاص طور پر خواتین کو وہاں جو فیملی ٹچرز ہیں ان کو بہت سی مشکلات ہیں جن کا کم از کم میں وہاں نمائندگی کرنا چاہتی تھی لیکن مجھے نہیں بلایا گیا۔

جناب چیرین۔ صحیح ہے، آپ اس حوالے سے باقاعدہ تحریک لاٹیں چونکہ پرانگٹ آف آرڈر پر نہیں ہو سکتا۔ مداخلت۔ میرے خیال میں کارروائی شروع کریں آپ لوگوں کی ہی اجتنداحے۔ حاجی احمد نواز بلوج۔ جناب اسپیکر واں چانسلر اور جنرل اسپلائر کو بلا یا جائے اور ان سے آپ کی سربراہی میں ہم دوست کچھ سوالات بھی کریں گے جو میدم نے کبی ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

میرا ختر حسین لانگو۔ جناب اسپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ تو جناب والا یہاں پر پچھلے کچھ دنوں سے کوئی شہر میں بلکہ 80% کوئی تمام سڑکوں کو توڑا گیا ہے۔ وہ ایک کمپنی ہے جو کوئی کیبل بچانا چاہ رہی ہے اور اس کو ایڈمنیسٹریٹر میوپل کار پوریشن کی طرف سے بھی نوٹس جاچکا ہے۔ ڈی سی نے بھی اس کو لیٹر لکھا ہے۔ لیکن وہ اتنا زور آ رہ ہے کہ روڈ لٹنگ کی فیس ہے، وہ جمع کیے بغیر اس نے 80% کوئی شہر کو ٹکنڈرات میں تبدیل کر دیا ہے۔ اور یہ میں آپ کی توسط سے میری گزارش ہے جو ارباب اقتدار ہیں ان سے کہ سادہ ایک لیٹر دینا کافی نہیں ہے۔ اس کے سامنے جو ہے وہ رکاوٹ کھڑی کی جائے اور اس سے کم از کم جو روڈ کا جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق اس کو پابند کیا جائے کہ روڈ لٹنگ بغیر اجازت اس نے 80% کوئی شہر کو ٹکنڈر بنادیا ہے۔

جناب چیرین۔ آج اس حوالے سے میٹنگ ہوئی تھی آپ دونوں میں سے ایک بات کر لیں۔ جی مبین صاحب۔

جناب! اس حوالے سے میٹنگ ہوئی تھی اور انہوں نے سارے documents لائے اور انہوں نے باقاعدہ پیش کیے۔ اور اس میں بتایا گیا کہ کیا ہوا تھا۔ اور اس کو انہوں نے جس ٹائم چیف انجینئر کو انہوں نے درخواست دی تھی کہ جی ہم کوئی میں اس طرح اسی روڈ کے اوپر کام کرنا چاہتے ہیں تو ان کو O.C.N.O دی گئی تھی اور اس این اوسی کچھ روڈ اس میں mention تھے اور اس کے بعد

جب اعتراض میں نے کیا دوسرا بمران نے کیا کہ بھتی کھدائی اور یہ اس کو بنائے گا کون اور بارشیں بھی ہو رہی تھیں تو اس کے بعد جب سروے دوبارہ کرایا گیا ہے تو اس میں وہ امونٹ زیادہ بن رہی ہے۔ تو وہ ایک ٹیکنیکل ایک fault تھا جو اس کو پکڑ لیا ب ہمارا انشاء اللہ اس سے بات چیت یہ ہوئی ہے کہ یہ دوبارہ ٹھیکیدار بنایا گیا وہ پسیے جمع کریگا۔ تو اس پر فیصلہ ہو گیا۔

حاجی احمد نواز بلوج sir اس میں سب سے پہلے میرے حلقوے میں یہ کام کیا گیا اس میں اتنے اتنے گڑھے ہیں جو بارشیں ہوئیں اس میں ہماری کتنی قیمتی جانیں اس میں ضائع ہوئیں۔ اس میں موڑ سائیکل والے گرے ہیں اس میں خواتین گری ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آج میٹنگ ہوئی ہے اس حوالے سے اگر آپ مطمئن نہیں ہیں تو پھر سیکرٹری صاحب سے کہتے ہیں کہ متعلقہ ۔۔۔ (مداخلت)۔

میراختر حسین لانگو جناب ندوہ کام بند کر رہے ہیں ندوہ روڈ۔۔۔ اس نے صرف چالیس لاکھ روپے جمع کیے جب کہ اس dues ہیں وہ کروڑوں میں ہے اور اس کو بار بارڈی سی کی طرف نوٹس دیا ہے اس کو جو ہے ایڈمنیستریٹر کی طرف سے نوٹس کیا ہے اس کی گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس کیا ہے ہم یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کیا وہ اتنا زور آور ہے تو گورنمنٹ کی مشینری کہاں ہے۔ وہ ایک ٹھیکیدار اُن سے handle نہیں ہوتا۔ آج ہمارا بحث بھی لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہیں ان سے اگر ایک ٹھیکیدار قابو میں نہیں آتا تو وہ اس صوبے کی لاءِ اینڈ آرڈر کو کیا خاک maintain کریں گے جناب والا۔

جناب چیئرمین۔ آج جس حوالے سے میٹنگ ہوا تھا، میں صاحب! آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

نصر اللہ خان زیرے۔ جناب چیئرمین! میں پرانٹ آف آرڈر پر ہوں۔ کوئی شہر میں آپ کو پتہ ہے کہ پانی کا بہت بڑا issue ہے اور جو ڈیپارٹمنٹ ہے اکٹھیوب ویل ویل disconnect ہوئے ہیں واپڈا کی جانب سے اس کے اوپر لاکھوں روپے کے ان کے utility bills ہیں واپڈا کے۔ واپڈا نے کاٹ دیے ہیں اور متعلقہ جو ڈیپارٹمنٹ ہیں ان سے ہم نے بارہا کہا کہ خدارا آپ کم از کم یہ ٹیوب ویل جو disconnect ہیں جو عوام کو پانی دے رہا تھا وہ پانی نہیں دے رہا ہے کائیں ڈلی اس کو دوبارہ، حال کر دے یہ تمام کوئٹہ کا issue ہیں جتنے بھی یہاں کوئٹہ کے ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں، ہم سب کا ایشوء ہے لوگ آرہے ہیں پانی نہیں ہے ایک جانب پر ایٹھ ٹینکر ما فیاء ہے۔ ان کی جو ہے ندوہاں پر وہ پھیلی ہوئی ہے دوسری جانب جو سرکاری ٹیوب ویل ہیں وہ بند پڑے ہوئے ہیں اور اس طرح کوئی دوسو کے قریب ٹیوب ویل تھے ہم نے کوشش

کی کہ اس کو اس کو takeover handover کریں۔ اس کے اور اس تحویل میں لے لیں یہ ٹیوب ویل لیکن اب تک وہ میئنگ بھی ہوا وہ میئنگ بھی بے سورہ، تو آپ بھی کوئی کمپنی کے ایم پی اے ہو اور اس حوالے سے کوئی سڑکی طلبی اقدامات کرنے ہیں کہ وہ دوسو ٹیوب ویل جو پڑے ہوئے ہیں وہ ٹیوب ویل کم ازکم اس کا پہنچنے کے لیے۔

میرا ختر حسین لانگو۔ جناب چیئرمین ریکارڈ کی درستگی کے لئے۔

جناب چیئرمین۔ اس کا کل بھی آپ نے تذکرہ کیا تھا اس کا تواب اگر آپ اس طرف جائیں گے تو ہمارا موضوع پھر رہ جائیگا۔

میرا ختر حسین لانگو۔ جناب چیئرمین! میں زیرِے صاحب کی بات کو آگے لیجاؤں گا۔ اس میں ملک صاحب کی طرف سے ایک باقاعدہ تحریک آئی تھی۔ اس تحریک پر بحث ہوئی۔ وہ باقاعدہ قرارداد کی صورت میں اس معزز ایوان نے اس کو پاس کیا۔ یہاں پر منسٹر فناں صاحب نے اس کی یقین دہانی کروائی تاکہ ایوان صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یقین دہانی کروائی منسٹر فناں نے floor of the House ہمیں اس بات کی surety دی کہ وہ کل پرسوں تک جو ہے اس کے جو پیسے ریکوار ہیں ٹیوب ویل up take کرنے کے لئے releases بھی کر دیں گے لیکن افسوس کہ اس ایوان میں کی جانے والی کسی بھی بات کی اس طرح جو ہے وہ ہم لاج نہیں رکھتے یا یہ ایوان کو ہم اس طرح اہمیت نہیں دیتے تو اس پر already ساری چیزیں آگئی ہیں آپ رونگٹ دیں کہ وسا والے جو ہے اس کو up take کر لیں اور گورنمنٹ جو ہے ان کو فوراً ان کے پیسے جمع کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ بھی ہماری کمیٹیاں بھی فعال ہو گئی ہیں assurance committee

کے حوالے سے اس کو اس صورت میں کریں گے جب تھریری صورت میں ہمارے سامنے آئیں۔

میرا ختر حسین لانگو۔ نہیں جناب والا already یہ چیزیں طے ہیں آپ صرف ایک سیپل رونگٹ دیدیں اس پر۔

حاجی احمد نواز بلوج۔ جناب چیئرمین آپ ایک کمیٹی بنادیں تاکہ وہ کمیٹی بیٹھیں اور جو متعلقہ وزیر ہے۔

جناب چیئرمین۔ متعلقہ وزیر کو آنے دیں میرے پاس آپ لوگ اس حوالے سے تحریک لے ائیں۔

حاجی احمد نواز بلوج۔ آگے رمضان شریف ہے جناب والا ہم چاہتے ہیں کہ یہ میئنگ پہلے ہوا اور لوگوں کو رمضان شریف میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

جناب چیئرمین۔ قائد حزب اختلاف ملک سکندر صاحب۔ ملک صاحب اگر دونوں ایجنڈا ایک ساتھ اگر ہو جائیں تو دونوں پر بحث بعد میں اگر ہو سکتی تو پھر ہمارا وقت بھی نجی گا۔ ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف)۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج چونکہ موضوع بحث بلوچستان میں حالیہ بارشوں سے ہونے والے نقصانات اور بلوچستان میں امن و امان کی صورتحال، بارشوں سے بناہ کاری کا تو شاید آپ سارے گواہ بھی ہیں کئی علاقوں میں ڈیزائزٹ ہیں، لوگوں کی زمینیں زیر آب آئی ہیں۔ لوگوں کے مکانات گر گئے ہیں۔ روڈز پانی میں بہہ گئے ہیں۔ تو ہمارے لئے جو سب بنیادی چیز ہے وہ یہ ہے کہ ان نقصانات کا اس وقت ایک مکمل جائزہ ہاؤس میں ہونا چاہیے تھے۔ اور اس پر بحث کے لئے اور اس کی ان نقصانات کے مادا کیلئے کوئی طریقہ نکال لیا جاتا۔ لیکن ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ اکاڑ کا لوگوں کو جوانہوں نے بروقت رسائی کی، انکو تو کچھ ملا۔ بعد میں یہ تفصیل ابھی تک نامعلوم ہے۔ حالانکہ پورے بلوچستان میں ہر ضلع میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے اور انکی رپورٹ حاصل کرنے کیلئے انتظامیہ موجود ہے۔ حکومت کے ذمہ دار لوگ ہر ڈسٹرکٹ میں ہر تھصیل میں موجود ہیں۔ تو اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ساری تفصیل سر عام کی جائے اور پھر کچھ ایسے معاملات ہیں جو مستقل حل طلب ہیں۔ اس کے بارے میں بھی سوچا جائے اب تک ایسی کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے جناب چیئرمین یہ دنیا کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ معاشرے میں اس وقت تک استحکام نہیں آتا، یا ریاست اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتی جب تک Law کی مکمل implementation of Land وجود نہیں ہو۔ یہاں پر قانون کی حکمرانی نام کی تو کوئی چیز پورے پاکستان میں نہیں ہے۔ اور particularly بلوچستان میں تو قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر قانون استعمال ہوتا ہے تو بھی مخصوص انداز میں مخصوص لوگوں کے خلاف اور مخصوص طریقے سے ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرے کو یہ awareness دیا جائے کہ قانون کے سب لوگ از خود پابندی کریں۔ جناب چیئرمین! میں ایک پسمندہ ملک میں پاکستان کا Envoy تھا۔ ایک چیز میں نے observe کی کہ رات بارہ بجے ہوتے ایک بجے ہوتا سنگنر پر آگے پیچھے کوئی ٹریفک نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود لوگ اپنے آپ کو قانون کا پابند سمجھتے ہوئے سکنل پر رکتے تھے۔ اس لئے کہ ڈنی طور پر اُن کی تربیت کی گئی تھی کہ جب آپ قانون کی بالادستی کو اپنا سئیں گے تو خود بھی آپ تکلیف میں نہیں ہوں گے اور معاشرے کے لئے بھی آپ باعث تکلیف نہیں بنیں گے۔ اسی طرح اس پسمندہ ملک میں ایجوکیشن کے بارے میں جب بڑے State banquets ہوتے تھے جس میں بڑے لوگ آتے تھے۔

جناب چیئرمین! وہاں پر ائمروں کا پرنسپل بھی اُس کھانے میں شریک ہوتا تھا۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ پر ائمروں اسکوں کا پرنسپل اتنی بڑی دعوت میں کیوں شامل ہو رہے ہیں؟ تو جواب یہ ہوتا تھا کہ He is a father of Nation. اب اس قسم کا پسمندہ ملک ہونے کے ساتھ بھی اگر یہ روایہ رکھا جائے تو ایسے ممالک کی ترقی بھی کرتے ہیں۔ تو اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم قانون کی مکمل implementation جو حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس کو یقینی بنایا جائے۔ بلوچستان میں عام طور پر جناب چیئرمین صاحب! چوریاں ہوتی ہیں۔ یہ انسانی معاشرے کے ساتھ لگی ہوئی بات ہے۔ لیکن جس انداز کے جراثم بلوچستان میں ہوتے ہیں اور جس انداز کی ڈکیتیاں کوئٹہ شہر میں ہوتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال ابھی چند دن پہلے پشتوں آباد میں 83 دوکانیں جناب چیئرمین! یا ایک معمولی بات نہیں ہے۔ 83 دوکانیں ڈکیتوں نے لُٹ لی ہیں کوئٹہ شہر کے اندر۔ تو جناب چیئرمین صاحب! آپ تناکیں کہ کوئٹہ میں کون محفوظ رہ سکتا ہے؟ اور کون محفوظ ہے؟ چوراً گر پچاس لوگوں کا جھٹہ بن کر گلیوں کو بند کر کے لوگوں کو لوٹنا شروع کریں تو پھر اس حکمرانی کا کیا فائدہ؟ لوگوں کی جان و مال کی ذمہ داری ریاست پر ہے۔ اس واقعہ نے تو قائمی کھول دی کہ ریاست یا بلوچستان کی حکومت امن و امان یا لوگوں کی جان و مال کی تحفظ میں مکمل طور پر ناکام ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس پر بیٹھا جاتا۔ اور جو لوگ اس میں ملوث ہوتے اتنی دیدہ دلیری کے ساتھ اگر لوگوں کو لوٹا جاتا ہے تو عام گھر چاہے اس میں تین چار گارڈز کیوں نہیں ہوں۔ اگر وہاں میں، تیس آدمی بندوق بردار آتے ہیں تو چار پانچ گارڈز ان کا کیا گاڑ سکتے ہیں۔ یہ تو وزیر کو بھی لُٹ سکتے ہیں۔ یہ تو کسی بھی گھر میں جھٹا بنا کر ڈکیتی کر سکتے ہیں۔ ابھی ان حالات میں آج تو ضروری یہ تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب خود اور جو ہمارے وزیر داخلمہ صاحب ہیں وہ بھی اس بات پر کھل کر کہتے کہ جی اس سلسلے میں ہم نے کیا اقدامات کرنے ہیں۔ اور لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! کچھ یہ ورنی مداخلت کی وجہ سے عشرے سے بلوچستان میں امن و امان سے متعلق بارڈر کے شہروں میں ہیں۔ لیکن ضروری یہ ہے کہ جو Forces شہر کے اندر قانون کی عملدراری کے لئے مقرر ہیں، ان کو اس سلسلے میں باقاعدہ چھان بین کی بھی ضرورت ہے۔ ان کو آزادی کی بھی ضرورت ہے۔ اور ان کو اپنے فرائض ادا کرنے کے لئے جو انکے لوازمات ہیں وہ بھی انہیں فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔ کتنے واقعات بلوچستان میں لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہوئے ہیں۔ اب اس وقت بھی یہ position ہے کہ شہر کے اندر بھی اور باہر کے اضلاع میں بھی کوئی محفوظ نہیں ہے۔ اگر ریاست کے والی، اگر حکمران، یہ جو بنیادی فریضہ ہے، یہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں ایسے ہزار ہا مثال ہیں کہ اپنے failures پر وہ جگہ خالی کر دیتے

ہیں۔ یہاں ہماری بس میں نہیں ہیں۔ اگر ہم یہ استطاعت نہیں رکھتے تو ہمیں حکمرانی کا کوئی حق نہیں ہے یہ اب ہمارے ان ساتھیوں کو سوچ ہونا چاہیے کہ اگر ہم لا اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکتے اگر ہم لوگوں کی جان و مال کی حفاظت نہیں کر سکتے اگر ہم لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟۔ عدل و انصاف زندگی کی جناب چیئرمین صاحب! ہر لمحے رہتا ہے۔ ہر شعبے میں عدل و انصاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور عدل و انصاف ایک ایسا عمل ہے جس سے معاشرے کے اندر frustration کبھی نہیں پیدا ہوتا frustration ختم ہو جاتی ہے۔ اگر عدل نہیں ہوتا اس کی جگہ دوسرے عوامل لیتے ہیں۔ تو پھر وہ معاشرہ ہمیشہ پریشانیوں کا شکار رہتا ہے۔ بد اعتمادی کا شکار رہتا ہے۔ اور اس میں اعتبار اور اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب اعتماد کا فقدان ہو جاتا ہے تو وہ پھر معاشرہ اکٹھا نہیں رہ سکتا۔ عدل و استحکام کا شکار ہوتا ہے۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ معاشرے کو استحکام دیں۔ یا جس طریقے سے اب وقت عدم استحکام کا شکار ہے۔ اسی طرح تنزل کی طرف روز بروز جائیگا۔ اور نتیجہ یہ ہو گا کہ پھر یہ معاشرہ انارکی کا شکار ہو گا۔ اور یہاں پر پھر ایسی صورتحال پیدا ہو گی کہ پھر اس معاشرے کا قیام جو ہے وہ مشکل ہو گا۔ تو میں آپ کی توسط سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت بیانیادی یہ ان دونوں چیزوں کی ضرورت ہے کہ زندگی کے ہر وقت میں عدل و انصاف کو یقینی بنائی جائے۔ کسی بھی حوالے سے یعنی وسائل تقسیم کرنے کے حوالے سے بھی عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ وسائل جب تقسیم ہوتے ہیں تب بھی عدل و انصاف کی ضرورت ہے۔ کسی services کے معاملات میں بھی عدل و انصاف کی ضرورت ہے۔ گویا کہ ہر قدم پر عدل و انصاف۔ اُس دن بھی میں نے عرض کیا کہ اگر یہ تہیہ کیا جائے کہ ہم کوئی غلط کام نہیں کریں گے۔ جناب چیئرمین! یہی بلوچستان آج سے ستر سال پہلے نہ کوئی پولیس اسٹیشن تھا بلوچستان کے طول و عرض میں۔ نہ کوئی Law and order enforcing agencies تھے۔ لیکن کوئی چوری، ڈیکھنی نہیں ہوتی تھی۔ اس لیئے کہ انکی اخلاقی تربیت تھی۔ بلوچستان میں دینی اقدار اعلیٰ اور ارفع منزل پر تھے۔ لوگ خود اتنے معاشرتی طور پر، ڈینی طور پر اتنے یعنی اس حوالے سے یعنی بڑے ذخیرے کے ساتھ تھے کہ وہ کوئی جرم نہیں کریں گے۔ انکو انی عزت کا خیال ہوتا تھا۔ اپنے اقدار کا خیال ہوتا تھا۔ اس لیئے کوئی جرم نہیں ہوتا تھا۔ یہ تاریخ ہے۔ اور اس تاریخ کو کوئی جھٹلا بھی نہیں سکتا۔ ستر سال پہلے بلوچستان میں اس قسم کی جرائم جس طرح اب ہو رہے ہیں یا اس قسم کی بے انصافیاں جو اس وقت ہو رہی ہیں۔ اُس وقت نہیں تھیں۔ معاشرہ بغیر کسی فورس کے، بغیر کسی قوت کے smoothly آسانی کے ساتھ، خوشی کے ساتھ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے تھے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ قانون کی بالادستی کو قائم کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

عدل و انصاف کو باقی رکھنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ دونوں چیزیں نہیں ہوں گی تو یہ معاشرہ آنارکی کا شکار ہو گا۔ Thank you جناب چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین۔ شکر یہ۔ اگر کسی نے بحث میں حصہ لینا ہے تو اپنا نام بھیج دیں۔ آپ بتا دیں۔ اگر کسی نے بحث کرنی ہے موضوع پر تو وہ اپنا نام بھیج دیں۔ جی۔

میرا خڑھسین لانگو۔ میں ایک چیز کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ آج ہم ایک انتہائی اہم issue پر یہ بحث ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ بیٹھ کر بات نہیں کریں sir۔

میرا خڑھسین لانگو۔ اس پر اگر آپ معاملات دیکھ لیں۔ حالیہ بارشوں سے ہونے والے نقصانات، تباہی اور دوسرا لاءِ اینڈ آرڈر۔ جناب اسپیکر! آج نہ ان آپکی گیلری میں ہوم سیکرٹری صاحب نہیں ہیں۔ ہوم منظر صاحب نہیں ہیں۔ آئی جی صاحب نہیں ہیں۔ قائد ایوان نہیں ہیں۔ تو جناب والا! خالی کرسیوں سے اگر آمن و امان بحال ہوتا ہے تو ہم خطاب کریں گے۔ otherwise اس اجلاس کو موخر کر کے کسی اور دن رکھ لیں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو معاملات ہیں وہ ہم کس کے سامنے بیان کریں؟۔ آج تو سنجیدگی کا عالم اس حکومت کا یہ ہے۔ نالائقی کی انتہائی یہ ہے کہ آج اتنے اہم issue پر بحث ہو رہی ہے۔ اور پیغز خالی ہیں۔ اور دنیش صاحب کی بھی مہربانی۔ دنیش صاحب آپ کو رم نہیں توڑ سکیں گے۔ ایک ایک کے ساتھ جا کر بیٹھ کر تو منت کر رہا ہے کہ باہر جاؤ کو رم ٹوٹ جائے۔ پورے ہیں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ دنیش بھائی! ہم اٹھارہ پورے ہیں۔ (مدخلت۔ آوازیں۔ شور)۔ پہلے دو خواتین کو آپ نے اٹھادیا پھر انکو ہم کو رم نہیں ٹوٹنے دیں گے۔ جناب چیئرمین! دنیش صاحب! بھائی کی کوشش پوری نہیں ہو گی۔ کو رم تو نہیں ٹوٹے کا۔ لیکن یہ اجلاس کا فائدہ کیا ہوا؟۔ کو رم نہیں ٹوٹے گا پھر اس اجلاس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جناب دنیش کمار۔ نہیں دیکھیں۔ یہ الزام ہے جناب چیئرمین۔ یہ الزام واپس لینا پڑیگا۔ نہیں تو ہم احتیاج کریں گے۔ (مدخلت۔ شور)۔ لانگو صاحب! غلط الزام لگا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ جو ہے نا الزام لگا رہے ہیں۔ اور ہم حکومت کی طرف سے موجود ہیں۔ اور بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم حکومت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور ہم نے جواب دینے ہیں۔ ہر چیز کریں گے۔ (مدخلت۔ شور)۔

جناب چیئرمین۔ نصر اللہ ذیرے صاحب! آپ کا نام آگیا۔ ایک منت یہ زراد و منت بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے۔** انتہی حسین لانگو صاحب نے ٹھیک فرمایا۔ جناب چیئرمین! یہ کتنی عجیب سی بات ہے۔ عموماً اپوزیشن کورم کی نشاندہی کرتی ہے۔ آج اور کل بھی وزرانے نشاندہی کی۔ آج حکومتی ارکان اس تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ وہ نشاندہی کریں۔ جناب چیئرمین! یہ اسمبلی سب سے مقدس ایوان ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ دنیش بھائی! آپ کو جو نوکری دی گئی ہے۔ دیکھو! یہ بہت رُری بات ہے۔ دیکھو جناب چیئرمین!

**جناب چیئرمین۔** نشاندہی تو نہیں کی انہوں نے۔ نصراللہ زیرے صاحب! آپ چیئرمونی مخاطب ہو جائیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ نصراللہ زیرے صاحب! حکومت کا نمائندہ یہاں موجود ہے۔ آپ کو جواب دیگا حکومت کا نمائندہ۔

**جناب نصراللہ خان زیرے۔** آپ ابھی کرسی صدارت پر آپ تشریف فرمائیں۔ آپ ابھی رولنگ جاری کریں۔ اور سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس دیگر جو ذمہ دار ہیں۔ کوئی کے امن و امان۔ صوبے کے امن و امان۔ ان تمام کو اس گلیری میں ہونے چاہیے۔ تاکہ معزز ممبران کچھ بولیں تو نوٹ کریں۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ ہم کس سے بات کریں۔

**جناب چیئرمین۔** یہ حکومت کا کام ہے۔ اور حکومت کا نمائندہ موجود ہے۔ آپ کو جواب دیگا۔ کیونٹ کا نمائندہ یہاں پر موجود ہے۔ یہاں پر مشیر بھی ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

**میرا خڑھسین لانگو۔** جناب چیئرمین صاحب! ہمارا جواب کون دیگا؟۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔  
**جناب چیئرمین۔** آپ مجھے disturb نہیں کریں۔ اختر لانگو صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔  
**میرا خڑھسین لانگو۔** قواعد و ضوابط کو پڑھ لیں۔

**جناب دنیش کمار۔** آئی جی پولیس کا نمائندہ بیٹھا ہوا ہے۔ لازمی نہیں ہے کہ آئی جی ہو۔ وہ نوٹ کر رہا ہے۔ ہر چیز کر رہے ہیں۔ ہمارا جو ڈی ایمس ہے۔ ڈپٹی سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر کوئی بیٹھا ہوا ہے۔ سیکرٹری صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

**میرا خڑھسین لانگو۔** اسی لیئے تو ہیئتھ کے کام آپ لوگ لاے ڈیپارٹمنٹ سے لیتے ہو۔ لاے کا کام آپ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ والوں کو ذمہ داری دیتے ہو۔ ایجوکیشن والوں کو آپ لاے اینڈ آرڈر کی ذمہ داری دیتے ہو۔ اسی لیئے تو یہاں سب کچھ بر باد ہے۔ اسی لیئے تو بلوچستان کو اس نجی پر انہوں نے پہنچا دیا ہے۔  
**جناب چیئرمین۔** اختر لانگو صاحب! آپ بات تو سنیں۔ ہماری بات تو سنیں۔ احمد نواز صاحب! آپ بیٹھ

جائیں۔

**میرا خڑھسین لانگو۔** نہیں جناب والا! انکے پاس وہ capacity نہیں ہے جواب دینے کی۔ اگر مبین بھائی نے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے بریفنگ لی ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا قلمدان اُن کے پاس ہے۔ ہم بالکل انکا جواب سنیں گے۔

**جناب دشیش کمار۔** آپ بیٹھ جائیں۔ بریفنگ لی ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔ سین تو صحیح۔ بریفنگ لی ہے انہوں نے۔

**جناب چیئرمین۔** ایک مجموعی بحث ہے۔ آپ میری بات سنیں۔ امن و امان پر ہو۔ کابینہ کا کوئی بھی رُکن حکومتی موقف بیان کر سکتا ہے۔ یہ آپ کا rule ہے۔ آپ مجھے rule نہیں سکھائیں۔ یہ بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ آپ بات کرنے نہیں دے رہے ہیں۔ مشیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بات نہیں کرنے دے رہے ہیں۔ ملک نعیم بازی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بات کرنے تو دیں اُنکو۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔ ارکین بیک وقت بولتے رہے۔ (شور)۔ صحیح۔ احمد نواز! ایک وقت میں ایک بات کر لیں۔ آپ طریقے سے توبات کر لیں۔ میں فلور کس کو دے دوں؟۔

**جناب نصراللہ خان ذیریے۔** ایک منٹ۔ جناب چیئرمین! ایسا ہے کہ۔ ایک منٹ۔ مبین بھائی آپ بات کریں اپنی باری پر۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں۔

**جناب چیئرمین۔** مبین ایک منٹ۔ میں ابھی فلور دیتا ہوں آپکو۔ چلو بات کر لیں آپ۔ آپکے پاس ہے فلور۔

**محمد بنین خان خلجمی۔** اسپیکر صاحب! اب انہوں نے کہا ہے۔ اس طرح بات کی ہے حکومتی بیان پر۔ اور ہم ہی بات کہہ رہے ہیں یار۔

**جناب دشیش کمار۔** جناب اسپیکر! یہ انہوں نے بھی اس طرح سے کہا ہے۔ انہوں نے اس طرح سے غلط بات کی ہے۔

**جناب چیئرمین۔** آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ میں جس کو فلور دونگا وہی بات کریں۔ یہ طریقہ تو نہیں ہے۔ دیکھیں میں جس کو فلور دونگا وہی بات کریں۔ میں روگنگ بھی دونگا۔ آپ بات تو سنیں۔ آپ سب کی سنیں۔ بات کر لیں۔ انجینئر صاحب بھی آگئے ابھی۔ جواب دیں گے آپ کی حکومتی موقف یہی بیان کریں گے۔ جی مبین بھائی۔

**جناب محمد نبین خان غلجمی۔** قائد حزب اختلاف صاحب نے جو کہا کہ کوئی شہر میں ایک واقعہ ہوا۔ ظاہر ہے اس پر سب کو مطلب تکلیف ہوئی ہے کہ بھائی اتنی بڑی تعداد میں درجنوں کے حساب سے جو ہے چوریاں ہوئیں۔ دکانیں لوٹی گئیں۔ اُس میں کافی نقصانات ہوئے۔ اُس پر زیرے بھائی ہمارے۔ یہ ادھر گئے بھی۔ اُن سے مل بھی۔ اُس کے بعد میں گیا۔ اُن سے ملاقات کی۔ پھر باقاعدہ طور پر ہم نے جام صاحب سے۔ میں نے ذاتی طور پر جام صاحب کو بتایا۔ بریفنگ دی۔ اور ان تینوں S.H.O's کو suspend کر دیا گیا۔ پھر اُس کے بعد ایک تحقیقاتی کمیٹی بھائی گئی ہے۔ جس کے اوپر ان تاجر و میں سے رابطہ تھا۔ انہوں نے ایف آئی آنہیں کاٹی تھی۔ کل میں اور زیرے بھائی باقاعدہ ڈی آئی جی صاحب سے چیمبر میں میٹھ کرائے ساتھ مذاکرات کیئے کہ آج آپ جو ہیں یہ ایف آئی آر کٹوائیں۔ انشاء اللہ ہم لوگ جو ہے اس کے اوپر کام کر رہے ہیں۔ اور بندے بھی پکڑے جائیں گے۔ اُس کیلئے کراپی تک گئے ہیں۔ پولیس پوری گئی ہے۔ باقاعدہ طور پر انہوں نے اس کیس کو pursue کیا ہوا ہے۔ جام صاحب باقاعدہ خود اُس کے ساتھ رابطہ میں ہے۔ تو ہم نے کل ہوم منستر، ہی ایم صاحب اور ہم لوگوں نے میٹنگ کیا ہے۔ انشاء اللہ آپ کو جلد خوشخبری دینگے کہ ہم انشاء اللہ بندے پکڑ لیں گے۔ اللہ نے چاہا۔

**جناب چیئرمین۔** صحیح ہے۔ یہاں پر ایک مہمان ہے ہمارے درمیان۔ مہمان کو wellcome کروں۔ اُسکے بعد پھر۔ رُکن قومی اسمبلی، منورہ منیر صاحبہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم انکو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ مہمان ہیں ہمارے۔۔۔ (ڈیکٹ بجائے گئے)۔ پرانست آف آرڈر تو کچھ اور ہوتا ہے۔ پرانیں آپ کیا کہیں گے۔ آپ بحث کرنا چاہتے ہے۔ جی سیکرٹری صاحب نشست تبدیل کر لیں رُکن قومی اسمبلی صاحب کی۔

**میرا خڑھسین لانگو۔** جناب چیئرمین! ہم اس لیئے کہہ رہے تھے کہ آج یہاں پر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ۔ چونکہ لا اینڈ آرڈر کے اوپر بحث ہے۔ ذمہ داران کو ہونا چاہیے۔ قابل احترام ہیں میرے لیئے۔ میرے چھوٹے بھائیوں جیسے میں بھائی۔ دیکھیں! اتنی اہم issue پر بات ہو۔ وہ جواب دینے کیلئے اٹھیں۔ صرف انہوں نے ایک سنگل واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ ہم مجموعی امن و امان کی صورتحال پر اس ہاؤس میں بحث کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں ایک simple ایک چوری کے واقعہ کے حوالے سے دو باتیں کر کے بیٹھ گئے۔ اب باقی معاملات۔ بیٹ روڈ پر چوری۔ اُس کا جواب ہمیں کون دیگا؟ ہر نائی میں وہاں جو ایف سی، لیویز کے ساتھی قتل ہوئے۔ انکا جواب ہمیں کون دیگا؟ گلستان میں جو امن و امان کے واقعات ہوئے۔ انکا جواب کون دیگا؟۔ پنجگور والے واقعہ کا جواب ہمیں کون دیگا؟۔ تربت میں ابھی کچھ دن پہلے واقعہ ہوا۔ انکا جواب ہمیں کون دیگا؟ تو

جناب والا! ہم اس لیئے کہہ رہے ہیں کہ جو امن و امان سے related لوگ ہیں۔ جو ہوم ڈیپارٹمنٹ سے related ہیں۔ جو officials ہیں۔ انکو آج یہاں اس ہاؤس میں، اس august House میں ہونا چاہیے تھا۔ تاکہ وہ اس اہم issue پر بلوچستان کو، بلوچستان کے لوگوں کو اس معزز ایوان کو مطمئن کر سکتے۔ تاکہ یہاں سے جب ہم باہر جاتے تو ہم اپنے لوگوں کو مطمئن کرتے۔ آج ہم یہاں سے اس ہاؤس سے جب باہر جائیں گے تو ہم اپنے لوگوں کے پاس وہ کو نسا پیغام ہے جو لیکر جائیں؟ جناب والا! ہمارے پاس وہ کو نے tools ہوں گے اپنے لوگوں کو مطمئن کرنے کیلئے۔ تو جناب والا! یہ انتہائی اہم issue ہے۔ اسکو مؤخر کیا جائے۔ اور اس طرف آپ کے اسپیکر گیلری میں اُن تمام officials اور یہاں پر اس ہاؤس کے جو ممبران ہیں۔ جو ذمہ داران ہیں۔ انکو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ اس اہم issue پر بحث ہو رہی ہے۔ اس سے متعلقہ تمام لوگوں کی حاضری کو اس ہاؤس میں لیکنی بنایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیرین۔ شکلیہ نوید صاحب! آپ نے بات کر لی ہے۔ شکلیہ نوید صاحب۔ جس نے بحث کرنی ہے بات کرنی ہے یہاں پر کوئی پرچی بھیجی جائے۔ اس طرح نہیں کہ آپ کھڑے ہو جائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو موقف لیں، نہیں چاہتے ہو تو پھر میں اجلاس برخواست کر لیتا ہوں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔

جناب چیرین۔ جی انجینئر زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنزا (وزیر حکومت زراعت و کوآپریٹوں)۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب چیرین صاحب۔ میں کچھ چیزیں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ کل جو پی ایس ڈی پی پر بات ہوئی پھر ابھی جوان کے امن و امان کے حوالے سے جو بات ہے۔ اگر یہ کچھ فیصلے جو میں نے اٹھائے تھے ان کو بتادوں۔ اُس کے مطابق پھر وہ تھیں تجویز دے دیں۔ کہ ہم اس کے سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے جو فیصلے ہیں اُس میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ میں پہلے امن و امان کا مسئلہ جو انہوں نے بتایا ہے۔ بلوچستان ہمارا ایک بہت وسیع و عریض صوبہ ہے۔ ہمیشہ ایسے واقعات یہاں ہوئے ہیں۔ نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ میں ہوئے ہیں پچھلے 15 سالوں سے بلوچستان میں مختلف ادوار میں مختلف قسم کے واقعات ہوئے ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات، ہمارے Forces کے جوان بھی شہید ہوئے ہیں، ہمارے عوام بھی شہید ہوئے۔ پچھلی گورنمنٹ کا ایک جو 18 اگست کا واقعہ تھا جس میں 65 کے قریب وکلاء اُس میں شہید ہوئے۔ ہماری پولیس کے 60 نوجوان جو شہید ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہمارا واسطہ اس خطے میں ایک strategic اہمیت ہے بلوچستان کی۔ یہ امن و آمان کے حوالے سے ہمارے جو مخالف ہیں، جو ہمشگرد ہیں، یہ ہمارے جو شمن ہیں اُن کی نظریں ہمیشہ بلوچستان پر سب سے زیادہ ہوتی ہیں۔

اور اس قسم کے واقعات پیش ہوتے ہیں۔ ابھی جو ایک واقعہ ہوا تھا سجاوی میں۔ جو 6 لیوریاں الہکار شہید ہوئے تھے اس میں۔ وہاں پر دھرنا بھی تھا 16 سے 18 دن تک دھرنا۔ وہاں کے مختلف پارٹیوں کے کارکن اکھٹے ہوئے۔ اس پر میں خود بھی گیا۔ ہمارے اصغر خان صاحب جو ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں۔ وہ تو میرے خیال سے یہ 15 سے 18 دن کے درمیان ہمیشہ ان سے رابطے میں رہتا تھا۔ گورنمنٹ سے اور وہاں کے عوام سے بھی۔ اور Sunday کے دن پرسوں ہم لوگ خود گئے مذاکرات کیلئے۔ جس میں تھا اصغر خان اچنزی صاحب تھے۔ ہمارے ہوم منٹری، صاحب تھے۔ اور نور محمد درمڑ تھا، کمشنر تھا۔ وہاں کے DC's تھے۔ دیکھو! کام اسی طرح ہوتا ہے۔ کوئی اس طرح نہیں ہے کہ ہم اس طرح کے کر لیں کہ ہم گھر پر بیٹھ جائیں، تو آپ کہیں کہ امن و امان کا مسئلہ خراب ہے۔ ہم وہاں گئے دھرنے کے ساتھ ہماری ملاقات ہوئی۔ ہماری کمیٹی انہوں نے بنائی تھی، کمیٹی کے ساتھ ہماری مکمل ان کے ساتھ جو discussion ہوئی۔ جو ان کے مطالبات تھے۔ ابھی میں آپ کو بتا دوں، ان کا ایک مطالبة تھا کہ جی ہمارے وہاں تھصیلدار، ایس ایچ او ار اسٹینٹ کمشنر کو ٹرانسفر ہونا چاہیے۔ دو تو اسی وقت مان لئے گئے تھصیلدار اور ایس ایچ او ٹرانسفر کر دیئے گئے۔ اے سی کو 10 سے 15 دن کے درمیان ان کو بھی ٹرانسفر کیا جائیگا۔ ایک انکو ائری ٹیم انہوں نے کہا۔ جو ڈیشل انکو ائری ٹیم بنایا جائے۔ ہم نے کہا ہمارے جو اختیار میں ہے، ہم وہ ٹیم بنائیں گے جو ڈیشل انکو ائری ٹیم بنایا جائے۔ ہم نے سربراہی میں کمیٹی بنائی جائیگی۔ اور وہ انکو ائری کر گی۔ اور وہ جو delegation ہے، اس کو ہم چیف منٹر کے ساتھ ملائیں گے اور ان کے مطالبات اور جو ڈیشل کمیٹی کے ڈیماند جو ہے وہ ہم ان کے ساتھ ہونگے اور اس کو بھی بنانے کی کوشش کریں گے۔ اس کے ساتھ ہر الہکار کو 30 لاکھ روپے دیئے گئے۔ 10 لاکھ علیحدہ جو پلاٹ کیلئے۔ ابھی مجھے یاد نہیں کہ 10 تھا یا 30۔ چالیس لاکھ ایک ایک الہکار کو دیئے گئے۔ اور ہر الہکار کے ان کے بیٹا یا بھائی کو نوکری دیئے کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ تو یہ گورنمنٹ کے جو ہیں efforts ہیں کہ وہ جاتے ہیں اور وہاں پر ہم ہر جگہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو نظرول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ دشمنگر دوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا ہے ایک ایسا گوریلا جگ ہوتا ہے جس کو آپ کثرول کر سکتے ہو اور کچھ چیزوں کو آپ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر گورنمنٹ نہیں کرنا چاہتے ہیں، لیوری نہیں کرنا چاہتی ہے ایف سی یا پولیس۔ تو پھر آپ کہہ سکتے ہو۔ ہم نے ان لوگوں کو جو اس میں ملوث پائے گئے۔ ان کو ایک قسم کا ٹرانسفر کر دیا گیا۔ وہ بھی ملوث نہیں۔ ان کی ڈیماندز تھیں۔ اور انکو ائری ٹیم بیٹھے گی، جو بھی اس میں قصور وار ہوا چاہے وہ ایڈنٹیٹریشن کے آدمی ہوں، چاہیے کوئی بھی اس سے تعلق رکھتا ہو ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے۔ اگر یہاں کوئی میں کوئی ایسا واقعہ ہوا

ہے یا قلعہ عبداللہ میں ہوا ہے۔ قلعہ عبداللہ میں کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا ہے جب بھی ہوا غواہ ہوئے ہیں اُس کو ہمارے ڈپٹی کمشنر نے دودن کے اندر اندر ان اغوا کاروں کو اور وہاں کے ہمارے جوڑی پی اوہ ہے انہوں نے مل کے اُن کو recover کیا اور ان اغوا کاروں کو گرفتار کر دیا گیا چون میں، جوزوانہ کے بنیاد پر چکھلی گورنمنٹ میں تقریباً ہر مہینے میں، ہفتے میں یہ واقعات ہوتے تھے۔ ابھی تقریباً کنٹرول ہو گئے تقریباً میں کہتا ہوں۔ امن و امان کا مسئلہ تو صرف یہ نہیں ہے کہ سنجاوی پورے پاکستان کے ساتھ ہیں۔ پختونخوا میں ہو رہے ہیں، کراچی میں ہو رہے ہیں۔ لیکن کنٹرول کرنا پڑیگا۔ تو اس طرح میں اُن کو کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ کا کوئی مخصوص جو آپ لاسکتے ہو اُسکو لے آئیں اور ٹیبل کر لیں۔ اور ہم آپ کو اُسکا جواب دینگے۔ یہ ہمارا امن و امان کے حوالے سے وہ ہیں۔

**قائد حزبِ اخلاق۔** جناب اپیکر! ایک ہوتی ہے دہشتگردی، یہ تو پورے ملک کو درپیش ہے۔ اُس میں جو بھی اُس کا یہاں ذکر بھی نہیں کیا۔ ایک ہے قانون کی عملداری۔ یہ جوڑ کیتیاں ہوتی ہیں، یہ دہشتگردی نہیں ہے۔ جو دکانیں لوٹی جاتی ہیں یہ دہشتگردی نہیں ہے۔ اغوا برائے تاوان کے لئے جو لوگوں کو اٹھا کر لے جاتے ہیں یہ دہشتگردی نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ اس میں فرق ہونا چاہیے۔ ہمارا جو یہ لاءِ اینڈ آرڈر کا جو مجموعی صورت حال ہے جو ان کی ذمہ داری۔ اب ملک کو درپیش اگر دہشتگردی ہے اُس میں تو ہم سب law enforcing agencies کے ساتھ ہیں۔ ہماری بس چلنے اُن کے ساتھ جتنا ملک ہو سکیں۔ لیکن یہاں معاملہ اُس کے بالکل برعکس ہے زمرک خان صاحب نے وہ جو دہشت گردی والی کارروائیاں ہیں اُن کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو قانون کی عملداری نہیں ہے ڈکیت بڑھ گئے ہیں۔ چور بڑھ گئے ہیں۔ بد دیانت بڑھ گئے ہیں، کرپٹ لوگ بڑھ گئے ہیں، اُن کو روکنے کیلئے کوئی طریقہ کا اختیار کیا جائے۔

**وزیر یحکمہ زراعت و کشاوری وزیر۔** میں آپ کو عرض کرلوں جناب چیئرمین صاحب! اگر کوئی ایسے واقعات ہیں جس میں گورنمنٹ نے کوتاہی کی ہے۔ یہاں ہمارے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ نے جو ہمارے ہیں اُنکے متعلق کوئی ایسا ہے آپ کے پاس کوئی ایسا proof ہے جس کے تحت ہم اُن کو کہہ دیں کہ اس چیز میں آپ لوگوں نے کوتاہی کی ہے۔ تو ہم اُس پر ایکشن لے لیں گے۔ اغوا ہوتے ہیں اغوا کس چیز کا ہے، اغوا بھی دہشت گردی کا ایک حصہ ہے لوگوں کو اٹھاتے ہیں اور اُس کے بد لے تاوان وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گینگ ہوتا ہے با قاعدہ 15 یا 20 یا 40 لوگوں کا۔ یہ سارے تو اُن سے related issues ہیں جس کو ہم حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہیں ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا incident یا کوئی ایسا واقعہ کے کوئی رپورٹ ہے تو بتا دیں ہم ہوم ڈیپارٹمنٹ کو

بتابئین گے اگر پولیس ہے تو ہم آئی جی صاحب کو لمح دینگے، اگر ایف سی سے ہے تو ہم ایف سی آئی جی کو لکھیں گے کہ جی آپ ان کی تفصیل دے دیں۔ اُس تفصیل کے ساتھ ہم آپ کے سامنے ان کو پیش کر دینگے۔ امن و آمان کا اگر کوئی ایسا issue ہے تو آپ بتادیں۔ میں بالکل اُس میں کرتا ہوں۔ اور ایک میں چھوٹا سا فقرہ ان کو سناتا ہوں یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے بعد میں اگر یہ بات کریں پھر یہ جو پی ایس ڈی پی کے حوالے سے۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

جناب محمد اصغر خان ترین۔  
با تین انہوں نے کی ہیں۔ میرا یہ سوال ہے گورنمنٹ سے اور especially انجیئر زمرک خان اچھزئی صاحب سے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم فلاں فلاں دو یا چار وزرا کے نام بتائے اُس نے کہ ہم لوگ گئے وہاں پر۔ ہم نے اُن کے دھرنے سے بات کی ہے۔ اُس دھرنوں میں انہوں نے کیا کیا ہے۔ انہوں نے خود اپنے منہ سے اقرار کیا ہے کہ ہم نے اُن کو پیسے دیئے پیسوں کی ڈیماڈ کی۔ ہم نے پیسے ایک ایس ایچ اور تھیڈیلدار ٹرانسفر کئے ہیں۔ ہم نے اُن کا اے اسی کا مطالبہ تھا۔ آپ نے یہ لوگ دھرنے تک کیوں چھوڑے؟ اس واقعہ کے بعد آپ لوگوں نے علاقائی مکینوں کو کیوں اعتماد میں نہیں لیا۔ کیوں یہ لوگ مجبور ہو گئے دھرنے پر۔ کیوں یہ لوگ مجبور ہو گئے سڑک کے آنے پر وہاں چورا ہوں پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور آپ کو انہوں نے مجبور کر دیا کہ آپ یہاں سے ہیلی کا پڑیں گے 5 یا 6 وزاروں ہاں گئے۔ آپ نے کیا کیا یعنی یہ واقعہ ہوا ہے کم از کم 20 سے 25 دن ہو گئے ہیں۔ کیا وہ شتگرد پکڑے گئے؟ کیا آپ نے اُن کے لواحقین کو مطمئن کیا ہے؟ کیا آپ نے اس پر پیشافت کی؟ کیا پولیس یا لیوین یا جو بھی ادارے ہیں کیا انہوں نے اس پر کوئی پیشافت کی ہے؟ آپ نے کچھ نہیں کیا 20 دن سے 20 دن کے بعد سنجاوی کے لوگ مجبور ہو گئے سڑکوں پر آئے اور دھرنادیا۔ اُن لوگوں نے آپ کو مجبور کیا ہے۔ آپ a government ہیاں سے وہاں پر گئے پھر آپ نے اُن کو تسلی دی اُن کے ڈیماڈ زمانے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا واقعہ ہو تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُن کے لواحقین کو اعتماد میں لے۔ ہمیں پتہ ہے کہ دہشت گردی ایک اہر ہے ہمیں پتہ ہے کہ دہشتگردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ہمیں پتہ ہے ہمارے مخالفین ہمارے دشمن ہمیں ہمیں چھوڑ رہے ہیں لیکن گورنمنٹ کی یہ ذمہ واری ہے کہ کوئی بھی ایسا واقعہ ہو کوئی بھی ایسا incident ہو۔ اس گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُن کے لواحقین کو، اُن کے شہداء کے لواحقین کو۔ اُن کے والدین کو اُن کے خاندان کو اعتماد مانا چاہیے۔ اُن کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ روڈوں پر آئیں اور دھرنادیں مجبور ہو جائیں۔ میری گزارش ہے کہ ٹرانسفر کرنے سے یا پیسے دینے

سے یا ان کے مطالبات ماننے سے یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ان کو مطمئن کیا جائے اور وہ شکر دعا صرکو پکڑا جائے اور انکو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بہت شکر یہ۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

امن و امان کا جو تذکرہ ہے تو یہ اوّھل میں جو ڈسٹرکٹ لسپیلہ کا ایک مقام ہے وہاں ہماری minorities کی اکثر چوریاں وہاں ہوتی رہتی ہیں۔ بہت مرتبہ ایس ایج او کو complain کیا ہے۔ ڈی پی او کی ہے۔ لیکن وہاں پر ایسی عالم ہے کہ وہاں پر رپورٹ تک درج کرنے کیلئے وہ تیار نہیں ہوتے ہیں۔ یہی کہتے ہیں کہ یہاں پر امن و آمان ہے تو پولیس ہمارے لئے کیا کرتی ہے۔ جو رپورٹ ہمیں برداشت نہیں ہوتی ہے، لوگوں کا مطلب شناوائی نہیں ہوتی ہیں، موثر سائیکلیں چوری ہوئی ہیں ان کی گاڑیوں سے ان کے سامان لے گئے کوئی آئے پولیس والا۔ میں ان کو دکھاتا ہوں کوئی کمیٹی ہے کہ بھی کن کن کی لوگوں کی ہوئی ہیں جن کا آج تک رپورٹ درج نہیں ہوئی ہے۔ تو مہربانی کر کے اُس طرف بھی توجہ دے دیں۔ جو ہمارے جام صاحب قائد ایوان کا ہوم ڈسٹرکٹ ہے اور اوّھل کی ہیڈ کواٹر ہے وہاں پر۔

جناب چیئرمین۔ جی احمد نواز صاحب۔

جناب چیئرمین صاحب! امن و امان کا مسئلہ اتنا گھمیبر ہے بلوچستان میں یا ہماری وہ ماںیں اور بہنیں جو missing persons کے لئے اتنی عرصے سے انتظار میں ہیں۔ ہم نے requisite کی تھی کہ امن و امان پر ہم نے تفصیل سے بات کریں گے۔ اور پورا ایوان اس میں میٹھے گا مگر صد افسوس کہ آج کرسیاں خالی ہیں۔ ہمارے وہ ماںیں وہ بہنیں اپنے ان بھائیوں کے لئے اپنے ان شوہروں کے لئے یا اپنے ان بیٹوں کے انتظار میں ہیں کہ ہمارے بھائی کب آئیں گے۔ تو آج ہمارے منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں، قائد ایوان صاحب بھی نہیں ہیں۔ تو میں چند الفاظ کہوں گا کہ ہمارے جو missing persons کے ساتھ ہمارے مرکزی حکومت میں جو سردار اختر جان مینگل صاحب نے ایک تفصیلی اسمبلی میں ان پر بات کی۔ اور اس کے علاوہ کئی بار ہم نے اس اسمبلی کے فورم پر بھی ان کے مسئلے کو اٹھایا مگر آج جو امن و امان کا جو مسئلہ ہے تو آج ایک ہمارے موضوع نے ہمارے دوست نے چند ایک دو واقعات کا ذکر کر کے اس سے میرے خیال طویل next session کیلئے اسے بند کیا جائیگا۔ مگر خدارا! ان ماں ان بہنوں ان بیٹیوں کا کیا قصور جو اپنے لواحقین کے انتظار میں ہیں جن کی جو شادیاں ہیں وہ زکی ہوئی ہیں یا جن کے وہ اولادیں ہیں، جو اگر کسی نے کوئی جرم کیا ہوا ہے۔ اُس سے آپ قانون کے کٹھرے میں لا کیں جو ہمارا قانون ہے وہ اُس سے کوئی مبرانہیں

-اُن کو اپنے جو ہمارے عدالتیں ہیں اُن میں آپ لا کیں۔ اُن پر جو بھی کیسز ہیں، جو بھی ہیں آپ انہیں عدالتیں میں پیش کریں۔ اور جو بھی سزا ہوتی ہے ہمارے قانون کے مطابق انہیں سزا دی جائے۔ اُن میں ایسے بھی بے گناہ ہے جو آٹھ آٹھ نو سال سے اُن زندانوں میں پڑے ہوئے ہیں جناب والا! مگر اُن کی کوئی شفتوانی نہیں ہوتی۔ ہماری جو خواتین، اپنے پریس کلب کے سامنے وہ احتجاج پر کافی عرصے سے بیٹھی ہوئی ہیں۔ یا ہماری وہ ماں، بہنیں جو اپنی آوازیں نہیں پہنچائیں۔ یا وہ لوحقین جو اپنے آوازیں نہیں پہنچائیں جا سکتیں تو خدار! اُن کی آواز بن کر آپ اور ہم سب اُنکی یہ آوازیں اُن ایوانوں تک پہنچائیں جو ان کی دادرسی ہوں۔ کیونکہ انتابرا سردی تھا وہ بیچارے وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ جتنے بھی ہمارے دوست، ہمارے عزیز یا ہمارے جتنے بھی وہ لوحقین ہیں، اگر وہ کسی دن وہ احتجاج کرتے ہیں تو ہماری موجودہ گورنمنٹ ہو یا اس سے پہلے والے گورنمنٹیں وہ اُن پر لاحظی چارج یا آنسو گیس یا کوئی ایسے اور بھی واقعات ہوئے ہیں۔ تو میں اس ایوان کی توسط سے کہ اُن کی بھی جو missing persons ہیں یا جو انہوں نے گناہ کیا ہوا ہے۔ اُن کو آپ عدالتیں میں لا کیں۔ اُن پر جو بھی سزا ہو، جزا ہو، ہماری عدالتیں through ہوں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی نصر اللہ صاحب! مختصر کریں پھر اس کے بعد session ختم کریں گے۔

جناب چیئرمین۔ ابھی تو میں نے law and order اپر وہ کرنی ہے نا۔ نصر اللہ خان زیرے۔

جناب چیئرمین۔ جی آپ نے بات کی میرے خیال میں law and order law اپر۔

جناب چیئرمین۔ میں نے بات نہیں کی کہ میں نے بات کی ہے؟۔ نصر اللہ خان زیرے۔

جناب چیئرمین۔ چلیں ابھی کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ thank you جناب چیئرمین۔ یقیناً آج کا اجلاس جو ایک لحاظ سے بڑا ہم ہے۔ اور امن و امان کی جو صورتحال ہے مجموعی طور پر اس پر ہم نے بحث کرنی ہے۔ ہمارے دوستوں نے نشاندہی کی کہ یہاں جو officials gallery ہے اُس میں home department کا کوئی نمائندہ موجود نہیں ہے۔ ہم نے یہ مطالباً کیا کہ آپ رولنگ دے دیں کہ کم سے کم اُس home department کے سیکرٹری صاحب اور دیگر ذمہ دار ان کو یہاں ہونے چاہیے۔ بہر حال جناب چیئرمین! مجموعی جو امن و امان کی صورتحال ہے اس صوبے میں اور اس ملک میں وہ ہر لحاظ سے بہتر نہیں ہے۔ تمام ملک میں بالخصوص تمام عوام سے، چاہے اس ملک میں بسنے والے سندھ کے عوام ہوں، بلوچستان کے عوام ہوں، خبر پختونخواہ طن کے عوام ہوں، سب کے ساتھ جو صورتحال ہے وہ یقیناً ایسی صورتحال ہے کہ عوام اپنی زیست اور مرگ کے اُس سے وہ

متصادم ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ نے دیکھا کہ جب پچھلے سال 2018ء جنوری میں کراچی میں نقیب اللہ محسود کی شہادت کا المناک واقعہ ہوا اُس کو encounter میں ایک بدنام زمانہ SP راؤ انوار نے ماورائے عدالت ان کا قتل کیا اُس کے بعد پورے ملک میں تمام عوام نے ان کا ساتھ دیا اما الخصوص پشتوں عوام نے اسلام آباد میں ایک تاریخی دھرنہ دیا اور اُس دھرنے میں ملک کی تمام سیاسی جمہوری پارٹیوں کے لوگ گئے۔ آج کے وزیراعظم بھی اُس وقت اُس دھرنے میں شریک تھے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ پشتوں تحفظ مومنٹ بنا۔ ان کے بڑے سادہ سے مطالبے ہیں جو اس ملک کے آئینے کے frame-work میں اُنکے مطالبے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جتنے بھی فاٹا، جسے فاٹا کہا جاتا ہے، وسطیٰ پختو انخوا میں، جتنے بھی mines ہیں ان کو صاف کیا جائے۔ لاکھوں کی تعداد میں IDPs ہمارے آج بھی جو قبائلی عوام ہیں وہ کراچی لاہور پنڈی میں دربردر کی ٹھوکریں کھار ہے ہیں ان کو باعزت واپس لایا جائے۔ نقیب اللہ محسود کے قاتل کو جو 444 لوگوں کا قتل اُس پر ثابت ہے ان کو سزادی جائے۔ ان کا سیدھا سامطالبہ تھا کہ جو missing persons ہیں جو خود حکومت پاکستان مان رہی ہے کہ 7 ہزار لوگ missing ہیں، ان کو واپس لایا جائے۔ کیا یہ مطالبات آئین پاکستان سے متصادم ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔ جناب چیئرمین! پھر آپ نے دیکھا کہ پورا نام جتنے بھی پشتوں عوام تھے ان کے نوجوان تھے اس تحریک کے ساتھ انہوں نے ساتھ دیا۔ جناب چیئرمین! ہم کہہ رہے ہیں جو وسطیٰ پختو انخوا فاٹا میں جو دہشتگردی کی صورتحال تھی جو دہشتگردوں کو وہاں پالا گیا ان کی کمین گاہیں قائم کی گئیں۔ ان کے مراکز قائم کیے گئے۔ پھر خبیر پختو انخوا میں جو دہشتگردی کا لہر رہا۔ کم از کم پچاس ہزار، سانچھ، ستر ہزار لوگ لقمہ اجل بن گئے اُس دہشتگردی کے war میں جو 90% پشتوں عوام اُس میں شکار ہو گئے۔ ہم نے ان خدشات کا اظہار کیا کہ اب ایک پورے سازش کے تحت یہ دہشتگردی کو یہاں منتقل کیا جائے گا۔ یہاں ہمارے صوبے میں منتقل کیا جائے گا۔ یہاں پشتوں پلٹ میں منتقل کیا جائے گا۔ اور آپ نے دیکھا گزشتہ دو تین ماہ کی آپ reports دیکھ لیں کہ چین میں واقعات ہوئے تین چار واقعات ہوئے دہشت گردی کے۔ اُس کے بعد پیش میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے، کتنی لیویز اہلکار اُس میں شہید ہوئے اُس میں رسالدار، اُس میں نائب تحصیلدار اُس میں زخمی ہوئے۔ پھر آپ نے دیکھا قلعہ سیف اللہ میں چار واقعات ہوئے وہاں دہشتگردی کے۔ جس میں 7 لیویز اہلکاروں کی شہادت اُس میں ہوئی۔ اُس کے بعد آپ نے لورالائی میں اس گزشتہ ایک ماہ ڈیڑھ ماہ میں کوئی چار پانچ واقعات ہوئے DIG office پر حملہ ہوا۔ اُس میں 9 پلیس اہلکار شہید ہو گئے۔ دہشتگردی کے اُس حملے کے خلاف جناب چیئرمین! لورالائی میں ایک دھرنہ دیا گیا۔ all parties

confrence نے دیا دھرنा۔ اُس کے بعد پشتوں تحفظ مومنٹ نے دھرنادیا۔ اور اُس دھرنے کے اختتام پر دو فروری کو شام کوئی پانچ بجے سے آگے پانچ اور چھ کے درمیان جب دھرنہ ختم ہوا تب وہاں کا ایک ASP جو induct ہوا ہے، کسی اور فورس میں سے وہ یہاں آیا ہے اُنہوں نے جا کر کے اُس دھرنے کے پرمان شرکاء پر اُس پر انہوں نے دھاوا بول دیا اور اُس دوران ارمان شہید لوئی کے شہادت کا واقعہ ہوا۔ جناب چیزِ میں! ہم نے اُس دن مطالبہ کیا دو فروری کو ہم نے مطالبہ کیا کہ ارمان شہید لوئی کے شہادت کا FIR چاک کیا جائے۔ یہاں منسٹر صاحب بیٹھے تھے ہوم منسٹر صاحب نے انکار کیا کہ نہیں ہوگا۔ اب آپ دیکھیں جناب چیزِ میں! کہ ایک قتل ہوا۔ اُس کا FIR درج نہیں ہو رہا تھا۔ اُس FIR کے درج کرنے کے لیے ملک کے طوں وارض میں مظاہرے ہوئے دھرنے دیے گئے دُنیا بھر کے کم و بیش پچاس ملکوں میں دھرنے دیے گئے ایک FIR کے لیے۔ میں ابھی پرسوں ہی جناب selected وزیر اعظم نے Twit کیا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہے کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کا اُنہوں نے اپنے Twit میں ذکر کیا ہے۔ اُس نے کہا ﷺ کی حدیث اُس نے دہاں پر Twit کیا ہے کہ تم سے پہلے بہت سی قویں بتاہ ہو گئیں، جہاں طاقتوں کے لیے ایک اور مکمل درج کے لیے دوسرا قانون تھا۔ یہ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ اُس کو selected وزیر اعظم نے Twit کیا۔ یہ بالکل صحیح ہے۔ ہاں ہے، ملک کے دیگر لوگوں کے لیے الگ قانون۔ پشتوں عوام کے لیے الگ قانون۔ اُن کا FIR درج نہیں ہو رہا۔ ایک FIR کے لیے لاکھوں لوگ نکلے۔ اگر آپ گن لیں ایک ایک مظاہرے کے شرکاء کو آپ گن لیں۔ اور بالآخر پورے 60 دن کے بعد یعنی دو مہینے کے بعد ارمان لوئی کے شہادت کا FIR ہوا۔ جناب چیزِ میں پھر آپ نے دیکھا کہ 20 مارچ کو سنجاوی میں لال کھٹائی وہاں ایک چیک پوسٹ ہے لیویز کا، رات کو وہاں چار بجے دہشتگردی کا واقعہ ہوتا ہے جس میں 6 لیویز کی اہلکار وہاں شہید ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ اتنا شکوہ و شہادت سے بھرا ہوا ہے کہ آپ سوچ نہیں سکتے کہ اس کے پیش منظر میں اس کے پس منظر میں کتنا اس میں واقعات ہیں کہ یہ واقعہ ہوا کیسے۔ کس نے کیا یہ واقعہ؟۔ اس کو طشت آزمام ہونا چاہیے جناب چیزِ میں۔ اُس دن کے واقعات اُس سے پہلے ایک ہفتہ پہلے سنجاوی میں جو حرکات و سکنات جاری تھے ان تمام کو ایک کمیشن کے ذریعے ہونا چاہیے۔ چمن کا واقعہ، پشین کے واقعات، قلعہ سیف اللہ کے واقعات، لورالائی کے واقعات، سنجاوی کے واقعات، یہ تمام واقعات کیسے گئے ہیں۔ کسی نے کرائے گئے ہیں۔ تاکہ یہاں کے عوام کی وہ لوت مار جاری کر سکیں۔ یہاں کے mines پر ان کا قبضہ ہوں، یہاں لیویز کو وہ ختم کریں، یہاں آپ کے پولیس کی

موراں کو down کیا جاسکے۔ اختیارات کو اپنے اوپر لے سکیں، سول انتظامیہ کو جو پولیس ہے، یویز ہے، اُس کے تمام اختیارات ختم کیے جاسکیں۔ اس لیے جب 20 مارچ کو جناب چیئرمین صبح چار بجے واقعہ ہوتا ہے نو، جگر پندرہ منٹ کو سنگاوی کے اسٹینٹ کمشنر صاحب ہیں وہ بھی induct ہوا ہے کسی اور سروں سے، ہمارے سول سروں میں آیا ہے۔ ان کو پتہ چلتا ہے۔ تحصیلدار صاحب کو پتہ چلتا ہے، SHO صاحب کو پتہ چلتا ہے، سنگاوی کے عوام کو پتہ چلتا ہے کہ سنگاوی میں لال کھٹائی کے چیک پوسٹ پر واقعہ ہوا ہے۔ کتنے بجے؟۔ تمام انتظامیہ کہہ رہی ہے کہ ہمیں 9:45 منٹ پر پتہ چلا ہے کہ سنگاوی کے عوام کو بھی۔ زرنہ ایک علاقہ ہے، کواس اور زیارت کے درمیان ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ وہاں 8 بجے۔ یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں یہ جلسہ عام کیا گیا ہے سنگاوی میں۔ بڑے ذمہ دار شخص نے کہا ہے۔ اُس نے کہا کہ زرنہ سے مجھے فون آیا 8 بجے کہ 8 تابوت کا زیارت اور سنگاوی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اُس نے دیکھا۔ اُس نے پوچھا تیرہ ہے سنگاوی میں کوئی واقعہ ہوا ہے؟۔ اُس نے کہا نہیں یہاں تو کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ تو اُس نے کہا کہ یہ 8 تابوت کس لیے وہاں لے جا رہے ہیں۔ یہ باتیں جلسہ عام میں کی گئی ہیں کہ اس لیے کہ اُس رات کو 8 بندوں کی ڈیوٹی تھی۔ دو بندوں نے adjustment کر کے اپنے آپ کو فارغ کیا۔ چھ بندے وہاں تھے۔ وہاں جب لوگوں کو 9:15 بجے پتہ چلا۔ اور وہاں 10 بجے تو تابوت پہنچ چکے تھے۔ نہ ہر لائی میں تابوت کا کوئی بندوبست ہے اور نہ سنگاوی میں اور نہ لورالائی میں نہ زیارت میں ہے۔ یہ تابوت گئے کیسے؟۔ کس کو پتہ تھا کہ یہاں اس قسم کا واقعہ ہوا ہے؟ اُس کے بعد دوسرا واقعہ ہوتا ہے لورالائی میں 20 مارچ کے بعد اگلے روز لورالائی ناصر آباد میں واقعہ ہوتا ہے وہ واقع بھی پوری طرح شکوک و شبہات سے بھرا ہوا ہے۔ تو یہ باتیں جب آئی عوام کے سامنے تو سنگاوی کے عوام نے وہاں کے all parties conference کے مطابق مطالبہ کا اعلیٰ سطحی جوڈیشل کمیشن بنایا جائے جو ان تمام واقعات کا جوچن کا واقعات ہیں، پشین، قلعہ سیف اللہ، لورالائی، سنگاوی کے تمام واقعات کا جوڈیشل کمیشن انکی تمام واقعات کی تحقیقات کرے۔ اور اپنی رپورٹ عوام کے سامنے لائے، ایک۔ دوسرا اُن کا بڑا سیدھا مطالبہ تھا جو آج تک حل نہیں ہو سکا۔ 20 مارچ آج 9 اپریل کتنے دن 20 دن ہو گئے سیدھا مطالبہ تھا کہ اسٹینٹ کمشنر کو معطل کر کے فارغ کیا جائے، تحصیلدار کو فارغ کیا جائے، اپنے SHO کو فارغ کیا جائے۔ یہ بڑے سیدھے مطالبات تھے۔ اس کو تو فوراً اُسی دن مان لینا چاہیے تھا۔ دیراۓ درست آئیا بھی ہو گیا۔ جناب چیئرمین۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ نہیں جناب چیئرمین! ابھی تک نہیں مانا گیا ہے۔ آج 20 دن

ہو گئے کوئی بات بھی سنگاوتی کے عوام کے جو مطالبات تھے ایک مطالبه بھی نہیں مانا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ ان کے مذکرات کامیاب ہو گئے ان کے زیرے

صاحب آپ conclude کر لیں۔

نہیں ان کے پسیے اٹھائے گئے کوئی آج Judicial Commission،

Chief Justice order کرے ہائی کورٹ کے کسی نج، وہ

request of High Court، Chief Justice of Supreme Court ایک نج سے وہ

کو، دونج کو ان تمام واقعات تفصیلات پر وہ کمیشن بنایا جائے، وہ enquiry کرے۔ یہ تو سیدھا سادھا

مطالبات ہیں۔ کیوں نہیں مانا جا رہا ہے؟۔ کیوں اسٹینٹ کمشنر کو آج تک اُس پر لوگ ڈٹے ہوئے ہیں کہ وہ

اپنی seat پر رہے کیوں رہے کیوں تحصیلدار رہے۔ کیوں SHO صاحب رہے؟ ان کو تو اُسی دن فارغ کرنا

چاہیے تھا۔ جناب چیئرمین! یہ صورتحال ہے اور مجموعی، اب جس طرح دوستوں نے کہا کہ مجموعی صورتحال

کیا ہے؟۔ پوری طرح آنارکی پھیلی ہوئی ہے۔ افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ آپ یقین کریں کہ میں جیران رہے

جاتا ہوں۔ میں اپنے حلقے میں جاتا ہوں ان تمام علاقوں میں منشیات کے اڑے ہیں، سر عام لوگ منشیات نج

رہے ہیں۔ ابھی ایک ایگل فورس بنائی گئی ہے۔ میں نے اُس دن ایک DIG صاحب کو کہا ایگل فورس والے

جا کر کے جو منشیات فروش ہیں ان سے ہفتے میں دوبار اُن سے منتحلیاں لے رہے ہیں۔ لوگوں کی لاشیں برا آمد ہو

رہی ہیں۔ موثر سائکل چھینے جا رہے ہیں۔ کوئی FIR درج نہیں ہو رہا ہے۔ پولیس کا کیا کام ہے؟۔ نیچے

level کے جو پولیس اہلکار ہیں، وہ صرف اس پر لگے ہوئے ہیں کہ کس طرح لوگوں سے رشوت لی جائے۔ کس

طرح شریف لوگوں کو تنگ کیا جائے۔ لیکن جو اصل منشیات فروش ہیں، جو اصل ڈکیت ہیں، جو اصل ہشتگرد

ہیں، مجال ہے کہ وہ ان کی طرف جاسکیں جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ صحیح ہے نصر اللہ صاحب آپ کا وقت ختم ہوا ہے۔ آپ

conclude کر دیں۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے۔ نہیں جناب چیئرمین! یہ جو واقعہ ہوا جس طرح دوستوں نے بیان کیا، محمود آباد

پشتوں آباد میں جو واقعہ ہوا یہ پوری ایک لشکر، نہیں پوری بارات آئی تھی ڈاکوں کی۔ پوری بارات آئی تھی۔ یہ کبھی

اس طرح ہوا ہے کہ پورے 8 سے زائد دو کانوں کو ایک رات میں لوٹا گیا ہے؟ پورے علاقے میں خوف اور کوئی

writ of the government کے کام آپ ایک وہ تو ہم 10 دن سے چیخ رہے ہیں۔ اُس سے پہلے سیشن میں ہم چیخ رہے تھے کہ آپ کی یہ PSDP ہے، اتنا خرچ ہوا ہے اتنا نہیں ہوا ہے۔ تمام پہیہ ترقی کا رکا ہوا ہے۔ اور دوسری جانب یہ جو امن امان کی صورتحال ہے۔ آپ نے دیکھا کہ سب سے زیادہ نہیں امن امان کی ضرورت ہے۔ میں اس سے ہٹ کر کے کہ میں اپوزیشن میں ہوں، یا ایسے اقدامات فیشل ایکشن پلان بنانا۔ آج تک اُس کے 22 نکالت پر من و عن عمل نہیں ہو رہا ہے۔ آج بھی good اور bad کا طریقہ اپنایا جا رہا ہے۔ آج بھی جو صحیح دھنگرد ہیں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔ ہم کیا کریں جناب چیئرمین! بس کسی بندے کو مارو، پھر کہا جاتا ہے یہ اُس کی ذاتی دشمنی تھی۔ نہیں، یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ ڈھونڈیں، وہ جا کر کے دیکھیں کہ اس بندے کو کیوں مارا گیا ہے؟۔ کیا وجہ ہے؟۔ جناب چیئرمین! یہ ایسی صورتحال ہے کہ ہم تو بالکل غیر محفوظ ہیں۔ عوام مکمل طور پر غیر محفوظ ہے۔ یہ اس طرح سے نہیں ہو گا۔ کہ حکومت ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے۔ اور شریف لوگ، ڈاکو آزاد ہوں، چور آزاد ہوں، دھنگرد آزاد ہوں، اور عوام جو ہے وہ بیچارے جو ہیں ان کو آپ کچھ دے بھی نہیں رہے ہو۔ میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس لیے کہا تھا کہ آج دیکھو! آج حکومت کا یہ سارے سیٹیں سوائے ہمارے دو تین ممبران کے، یہاں تشریف فرمائیں، باقی یہ سیٹیں کتنی غیر سنجیدگی ہیں۔ خود وزیر داخلہ صاحب نہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں۔ جو آفیشل گلری ہے home department کا سیکرٹری داخلہ صاحب نہیں ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟۔ ہم کس کو چیخ و پکار سنائیں؟۔ کیا خوب کہا ہے کسی نے جناب چیئرمین۔ ”گرسی ہے تمہارا یہ جنازہ تو نہیں ہے۔ کچھ کرنہیں سکتے تو اُترا کیوں نہیں جاتے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) thank you جناب چیئرمین۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین۔ جی اصغر اچکزئی صاحب! جی۔

جناب اصغر خان اچکزئی۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ یہاں کافی سارے ہمارے کچھ حلقوں سے کوشش کی جا رہی ہے۔ ہماری لیویز کے متعلق۔ لیکن یقیناً پشتون آباد میں جو کچھ ہوا، بیک وقت 80 کا نیں جس طریقے سے لوٹی گئیں۔ تو یقیناً ہمارے لیے ایک مثال ہے۔ میں آج پھر کہتا ہوں کہ یہ سارا system اگر جس کو کوئی پتہ نہیں کس نظام کا نام دیتے ہیں گل اسٹر انظام لیویز کا۔ اُس کے حوالے سے یہ سب کچھ کیا جائے۔ اس Floor پر میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات پھر نہیں ہونگے۔ جس طرح ہم پچھلے 5 سے 10 سال تک دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ میں آج پھر اس Floor پر کہتا ہوں کہ یہ ہماری

حکومت کی نہیں بلکہ میں کہوں یہ پچھلے دونوں ادوار کی۔ میں آج پھر کہتا ہوں کہ ہمارے اپنے لوگوں میں اتنی قوت ہے، اتنی طاقت ہے اتنی محبت ہے، اس دھرتی کے ساتھ کہ وہ یہ سب کچھ control کر سکتے ہیں۔ ہمارے انتظامی معاملات دوسروں کے حوالے نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن بد قسمتی سے ایک سلسلہ چلتا آ رہا ہے۔ ہر تین ماہ کے بعد ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوتا ہے۔ اُس میں ہماری پولیس، ہماری لیویز، ہماری administration کسی تیرے کے آگے بالکل بے بس ہے۔ تو یقیناً میں بھی کہتا ہوں کہ اُس نیشنل ایکشن پلان پر من و عن عمل درآمد ہونا چاہیے۔ جس کو اس ملک کے سیکورٹی اداروں نے اور اس ملک کی political leadership نے پیش کے ساتھ APS کے بعد جو ترتیب دی تھی۔ ہم آج بھی یہ کہتے ہیں کہ یہاں بہت ساری کوتا ہیاں ہو رہی ہیں۔ میں نے اُس stage پر کہا کہ ہمیں اس طرح قاتل مارنے دینے چاہیے کہ وہ ہمارے درجنوں کے جنازے نکال کے پھر ہم انکو مار کے، پھر ہم یہ کہہ دیں کہ ہم نے اُس کے قاتل کو گرفتار کیا یا اُس کو مار دیا۔ جو فلاح واقع میں ملوث تھا۔ ہمارے ملک کے اداروں کو ہمارے ملک کے ایجنسیز کو ہر اُس گریبان تک اپنا ہاتھ پہنچا دینا چاہیے جو ہمارے درجنوں کے حساب سے قتل کے منصوبے بناتے ہیں۔ اور اگر وہ نہیں کر سکتے تو یقیناً یہ ایک failure ہے۔ اور یہ failure کل ہم اُس نجی پر لے جائیں کہ کل ہمارے یہاں کوئی کسی کی بات سننے کو تیار نہیں ہو گا۔ یہ ہم سب کا مسئلہ ہے اور اُس stage پر سخاوی میں ان تمام جماعتوں کی leadership نے ہمارے اس تھوڑی سی کوشش کو، کاوش کو سراہا۔ اور شکریہ بھی ادا کیا۔ اور اُس وقت سے لیکر آج تک دھرناختم بھی کیا۔ ہم نے اُنکے ساتھ commitment کی ہے۔ ہم آج بھی اُس پر قائم ہیں انشاء اللہ یہ ایوان گواہ رہے گا۔ جو commitment ہمارا ہاں پر اُنکے ساتھ ہوا ہے اسکو ہم پورا کریں گے انشاء اللہ و تعالیٰ۔ اس میں کوئی دوسرا بات ہے بھی نہیں۔ لیکن جناب اپنیکر! امن و امان حکومت کا صرف نہیں ہے ہم سب کا مسئلہ ہے۔ حکومت کو تو اس پر اقدامات اٹھانی چاہیے۔ لیکن اپوزیشن کو کچھ اس طرح کے معاملات میں، جس میں ہم سب غیر محفوظ ہیں۔ جس میں ہمارا ہر ایک طبقہ غیر محفوظ ہے۔ ایسی صورتحال میں ہم سب کو میٹھ جانا چاہئے۔ اس پر میں نے شروع میں کہا اگر ہم تقید میں جائیں گے تو تقید کے لیے ہمارے پاس پچھلی حکومتوں کی وہ دلائل و شواہد موجود ہیں کہ شاید پھر جو بھی بات کریں پھر ہماری بات سننے کو تیار بھی نہیں ہوں گے۔ یقیناً ہر اُس مسئلے پر یہ اس طرح ممکن ہے کہ یہاں قتل و غارت ہو، یہاں انغوہ ہو، یہاں بھتہ ہو اور ہم کہیں کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔ لیکن ایک حد تک ہمیں اس بات سے اتفاق کرنا چاہئے کہ نسبت پہلے کے آج حد تک ہر لحاظ سے چن سے لیکر ژوب تک ژوب سے لیکر گواہ تک ایک حد تک نسبت پہلے کے امن و امان قائم ہے۔ اور اس طرح بھی نہیں ہے کوتا ہی کیا ہوتی

ہے جناب چیئرمین! کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اور ہم کہہ دیں کہ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ ہم آج بھی public کے درمیان بیٹھے ہیں، جنازے سے لیکر پریس کانفرنس تک، ہر ایک چیز کی ہم نے خود نشاندہی کی ہے۔ اور کل بھی کریں گے۔ ہم نے چُپ سادھیں لی ہے۔ ہم نے اس پر آنکھیں بند نہیں کی۔ ہم آج بھی کہتے ہیں کہ جو ہمارے سیاست کا محور ہے۔ اور جس محور کی بنیاد پر یہاں پر ہم امن امان کو قائم دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بتیں ہم آج بھی کرتے ہیں۔ افسوس اس بات پر ہے کہ ہمارا رویہ ایک جیسا ہونا چاہئے۔ ہم حکومت میں ہوں تو وہ پھر بھی وہی رویہ اور اگر ہم اپوزیشن میں ہوں تو پھر بھی وہی رویہ، رویہ ہمیں نہیں بدلا چاہئے۔ کیونکہ لوگ ہمارے اپنے ہیں۔ اگر ہم اپوزیشن میں ہیں تو بھی لوگ ہمارے ہیں۔ اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے اور اگر آج ہم حکومت میں ہیں ان کو کچھ ہوتا ہے تو پھر بھی وہ لوگ ہمارے ہی ہے لیکن یہ کہ کل کے واقعات میں ہر ایک واقعہ پر۔ ابھی ایک بات میں جناب چیئرمین! آپ کی نوٹس میں لے آؤں اگر یہ میں تحریک کو قرارداد کی صورت میں بھی لانا چاہتا تھا۔ یہاں کافی کہا گیا تھا۔ کہ جو 08 اگست کا جو واقعہ ہوا تھا کہ ان تمام وکلاء کو ملازمتیں مل گئی ہیں۔ کسی کو نہیں ملی ہے جناب چیئرمین۔ ہمیں یہاں سے ایک متفقہ قرارداد پاس کرنا چاہیے کہ وہ اس حکومت نے جو انکے ساتھ وعدے کیئے تھے وہ پوری کر دینی چاہیے۔ ہمیں ہر صورتحال پر کیجا ہونا چاہیے جو ہمارے کل کوتاہ کر رہی ہے جو ہمارے مستقبل کوتاہ کر رہی ہے۔ میں نے سنجاوی کے لوگوں کے اتحاد اور اتفاق کو خراج تحسین پیش کی ہے ہم نے ان پر کوئی زبردستی نہیں ڈالی ہے۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ ہم سب بلوچستانیوں کا اتفاق و اتحاد خاص کراس فلم کے واقعات پر نہیں ہوں یہ واقعات ہمیں اُس تاریک رات کے اُس لبے راستے پر لے جائیں گے کہ جس سے نکنا پھر ہم میں سے کسی کی بات نہیں ہو گی یہ جو صورتحال اس وقت اس دھرتی پر بنی ہوئی ہے جو کل پختونخوا میں تھی جو کل فاتا میں تھی جس صورتحال سے آج ہم بلوچستان میں جو کل پختونخوا میں تو دوچار ہیں ایسی صورتحال میں ہمیں انتہائی بحثیت من الحیث القوم بیٹھ کے سیاست سے بالاتر ہو کر کے سوچنا پڑے گا۔ اور اگر ہم نہیں کریں گے تو ایک دن میری لاش آپ کے کانڈھوں پر اور اگلے دن آپ کی لاش کسی اور کے کانڈھوں پر ہو گی۔ تو ایسی صورتحال میں ہمیں کسی کوتقید۔ اور نہ میں آج یہ کہتا ہوں کہ ہم نے بہت بڑا احسان کیا ہے اس قوم پر کہ ہم نے سنجاوی میں جا کر کے ان لوگوں کا دھرناختم کروایا ہے۔ انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سیاسی لحاظ سے ایک دوسرے کے بدترین مخالفین۔ پارلیمانی لحاظ سے ایک دوسرے کے بدترین مخالفین ایک سٹیچ پر بیٹھے تھے ان کا دعویٰ بھی کچھ نہیں تھا جناب چیئرمین انہوں نے کہا کہ ہم نے شہداء کی compensation کی بات نہیں کرنی ہے۔ ان کی نوکری کی بات ہم نے نہیں کرنی ہے۔ لیکن کم از کم

ہمارا کل محفوظ ہوں۔ لوگ اس وقت جو پریشانی اور تکلیف وہ صورتحال سے دوچار ہیں وہ اپنے کل کے مستقبل سے پریشان ہیں کہ یہ واقعات اگر ہوتے رہیں گے۔ ہم نے وہاں ایک مثال دی ہم نے کہا کہ ایک جرگہ کسی کے پاس جا رہا تھا تو وہاں پر ایک باعتماد آدمی نے اُن کو اپنی داڑھی کی ایک بال دی ہوئی تھی کہ جب آپ جائیں گے اُس فریق کے پاس آپ اُن کے سامنے میری اس سفید ریش کے میری بزرگی کا اُن کے آگے کر دو وہ آپ کو سارے اختیارات بھی دے دے گا۔ تو فریق نے کہا کہ جرگے والے یہ سن لو آپ کہ یہ بندہ اس داڑھی کے ساتھ آپ اُس کا ایک بال لے کر کے آئے ہو داڑھی کے ساتھ ہم نے اُس کی نہیں مانی تھی۔ تو اس کی ایک بال ہم کیا قدر کریں گے۔ تو ہم نے وہاں پر بھی کہا اور یہاں پر بھی کہتے ہیں کہ کل اس طرح کے واقعات کے بعد ہم چاہیں سب کسی کے پاس جائیں ہماری بات کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہو گا۔ پہلے اس کے کہ کل حالات ایسے ہو جائیں گے کہ ہم سب کے کنٹرول سے نکلیں ہمیں آج سنجیدگی اختیار کرنی ہو گی ہمیں ہر اس طرح کے واقعات اور اس طرح کے عمل میں جو کچھ ہوتا ہے اُسکو سنجیدہ نظر سے دیکھنا ہو گا۔ ہم نے کبھی حکومت میں رہ کر کے یہ بات نہیں کہی ہے کہ بھی سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے اور ہر ایک چیز پر ہم یہ کہہ دیں کہ بھی ideal situation ہے۔ کوئی ideal situation نہیں ہے میں بھی یہ بات مانے کو تیار ہوں۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)۔

انجینئر سید محمد فضل آغا۔

جناب اپیکر! آپ کی اجازت سے۔

جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔

جناب اپیکر! شکریہ۔ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ**۔ جب سے ہم آئے ہیں چھ، سات مہینے ہو گئے تو احساس یہ ملتا ہے کہ یہاں بات کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ شاید ستر سال جو بلوچستان کی حکومتیں بنتی رہی ہیں اس قسم کی اسمبلی اور حکومت ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے اتنا غیر مؤثر کہ چھ مہینے ہو گئے اور ابھی تک ہم پی ایس ڈی پی کو discuss کر رہے ہیں۔ slack-season بھی نکل گیا مارچ بھی چلی گئی، اپریل بھی ختم ہونے کو ہے۔ اب جون میں دوبارہ بجٹ لانے کو یہیں گے۔ پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ کیا نہیں ہوتا ہے۔ اس ایجنسٹے پر جو آج آپ کے اور ہمارے سامنے ہیں ساتھیوں نے تین باتیں رکھی تھیں۔ ایک تو پی ایس ڈی پی کی تھی دوسرا flood کا تھا۔ پھر لاءِ اینڈ آرڈر کا تھا۔ اس سے پہلے قحط پر بات ہوئی تھی۔ قحط کے حوالے سے پورا بلوچستان قحط زدہ تھا۔ پوری ہاؤس نے اس کے resolutions-pass کئے۔ پھر یہاں سے کہا یہ کہا بھی گیا تھا پورے ہاؤس نے اتفاق رائے سے کہ فیڈرل گورنمنٹ کو approach کریں گے یہاں کے عوام کا کوئی

مداوا ہو۔ خدا کا شان دیکھیں کہ ابھی ہم قحط کو رو رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل رحمت بر سائے اور بارشیں ہوئیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی باقی تھوڑا سا کسر جو تھا وہ بارشوں نے الحمد للہ پورا کر دیا۔ اس کے حوالے سے بھی ہم بہت شور مچاتے رہے، یہیں کا پڑوں میں پھرتے رہے مختلف جگہوں پر جاتے رہے۔ جناب چیف منستر صاحب بھی گھومتے رہے۔ لیکن آج تک کچھ نہیں ہوا۔ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہ بات صحیح ہے کہ بلوچستان خصوصاً KP کے افغان انقلاب کے بعد سے ہم اس آفت کی زد میں ہیں۔ اور اس میں ہمارے آس پاس کے جو ممالک ہیں وہ بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور بڑی طاقتیں دنیا کی یہ چاہتی ہیں کہ پاکستان جو ہے non-stable ملک کے اندر کا فرمایہ ہے۔ جس کے نتیجے میں ستر ہزار کے لگ بھگ پاکستانی ہمارے Armed-forces کی جوان پولیس لیویز دوسرے لاءِ ایجنسیز کے جوان شہید ہوئے جزل سے لیکر کے سپاہی تک شہید ہوئے آئی جی سے لے کے ایک عام سپاہی شہید ہوا۔ اور عام لوگ قبائلی لوگ، سیاسی لوگ اس میں شہید ہوئے۔ یہ سب وہ غیر ملکی طاقتیں ہیں جو پاکستان کو در برد کھینا چاہتی ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ پاکستان مملکت خداداد لاکھوں قربانیوں کے بعد اور اس وقت کے اکابرین جس میں قائد اعظم رحمت اللہ علیہ کی قیادت میں مملکت خداداد بننا۔ اور روز اول سے یہ غیر ملکیوں کے دلوں میں ایک کائنات جبجا ہوا ہے کہ کسی طرح بھی پاکستان کو ہستی سے مٹایا جائے لیکن چونکہ یہ خدا اور رسول ﷺ کے نام کے لا إله إلا الله محمد رسول الله کے نام پر بنا ہوا ہے اور قائد کے فرمان کے مطابق یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ رسول ﷺ کی تائید اور ان کی مسلسل ساتھنہ ہو لہذا یہ ملک تو رہے گا لیکن ابھی اس میں ہم خوشحال ہو کے رہنا چاہتے ہیں یاد بدر ہو کے رہنا چاہتے ہیں یہ ہماری اور آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم پوری ملت اور قوم مل کے اس مٹی سے وفا کریں اور پاکستان کو اور خود کو تقسیم کرنے سے بچائیں۔ تو یہ ملک رہنے کو آیا ہے ریگا اور اس میں پورے بائیکس کروڑ عوام کوں کے یہ کام کرنا ہے ہم ایک ملک کا اور ایک جان بن کر رہنا ہے۔ ہم نے چاروں صوبوں کے ایک جیسی ترقی دینی ہے۔ ہمیں ایک سوتیلی ماں کا جو ہمیں سلوک ملتا رہا۔ بلوچستان کو خصوصاً پچھلے ستر سالوں سے یہ روش دور کرنی پڑی۔ بلوچستان وہ صوبہ ہے جو ستر سالوں سے اس ملک کو سوئی گیس دیتا رہا۔ اور آج ہمارے کوئی نشک ہونے کے قریب ہیں۔ اور باقی صوبوں میں گیس نکل آیا ہے تو ہم گیس کی لوڈ شیڈنگ سے دوچار ہیں۔ بلوچستان وہ صوبہ ہے جو دنیا کے بہترین میوہ جات پیدا کرتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں آج بھی واپڈا کی جو نیٹ ورک ہے، جو گرڈ اسٹیشن ہے جو ان کی لائیں ہیں وہ اس لوڈ کو اٹھا ہیں نہیں سکتی جتنی بجلی آپ کو چاہیے۔ اگر آپ کو یہ بجلی دینا بھی چاہیں انہوں نے اتنا کام نہیں

کیا ہے کہ ان کا نیٹ ورک جو ہے اُس لوڈ کو اٹھا سکے۔ لہذا آپ کو لوڈ شیڈنگ کا سامنا ہے۔ ہمارا صوبہ ملک کا 43% یا 45% ہے ایریا کے حوالے سے۔ آپ کی ملک کی جو ہے 60% نیشنل ہائی ویز بلوچستان سے گزرتی ہیں۔ پھر دو، بلکہ سینٹرل ایشیاء کو دو طرف سے ملاتی ہے ایک طرف سے افغانستان تو دوسری طرف ایران لیکن اگر آپ اعداد و شمار پر نظر ڈالیں تو 60% نیشنل ہائی ویز کیلئے ٹوٹل پاکستان کی جو ایلوکیشن ہوتی ہے وہ بلوچستان کے عوام کیلئے گیارہ بارہ پرسنٹ ہوتی ہے۔

جناب چیرمین۔ آغا صاحب! یہ بہت بحث طلب ایک موضوع ہے آپ اگر موضوع پر آ جائیں آپ conclude کر لیں مہربانی۔

انجینئر سید محمدفضل آغا۔ جناب اسپیکر! آپ نے پڑھا ہی نہیں جناب ہمیں بھی تجربہ ہے، تمیں سال چالیس ہو گئے conclude نہیں ہو گا اس لئے کہ آپ کو اگر جلدی ہے تو یہی ہی اس کو ختم کر دیں ورنہ مجھے بولنے دیں۔

جناب چیرمین۔ جی آپ موضوع پر آ جائیں۔

انجینئر سید محمدفضل آغا۔ جناب اسپیکر! یہ پورے صوبے کی interest کی بات ہے اور میرے خیال میں آپ کو ہمارا ستھدینا چاہیے اس لئے کہ اس میں ہم آپ سب شریک ہیں۔

جناب چیرمین۔ تین گھنٹے سے مسلسل آپ لوگوں کی ستھدے رہا ہوں۔

انجینئر سید محمدفضل آغا۔ جناب اسپیکر! لیکن آپ اگر interrupt کرنا چھوڑ دیں تو پھر بات پوری ہو جائیگی۔ اب تھی میں آدھا تا مام آپ لے لیتے ہیں ٹی وی کے ایمکر کی طرح، پھر میں جناب اسپیکر کیا بول سکتا ہوں۔ تو اس پر ساٹھ پرسنٹ نیشنل ہائی ویز جو ہیں بلوچستان میں ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے پاس ڈسٹرکٹ ٹو ڈسٹرکٹ آج بھی نیشنل ہائی وے مکمل نہیں ہے۔ میں پی ایس ڈی پی کے اس حوالے سے بات کرتا ہوں۔ اب آپ کا سی پیک تھا۔ آپ کو پتہ ہے کہ تین چار دفعہ اسکے کہ وہ foundation جو ہوتی ہے لیکن وہ یہ ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے ثروب اور آگے چل کے یہ N-50, N-75 کے روڈز ہیں، یہ مغربی روٹ نہیں ہیں۔ اس میں سے پانچ ایسے components جو ہیں ان میں سے ایک بھی بلوچستان میں نہیں ہے۔ تو ہم اپنی گورنمنٹ سے یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اور آپ اس مٹی کے رہنے والے ہیں۔ اور اسلام آباد والوں کو سمجھانا چاہتے ہیں پہلے بھی کہ چک ہیں کہ بلوچستان دل ہے پاکستان کا۔ اگر دل کو آپ مضبوط نہیں کریں گے اس کا علاج نہیں کریں گے تو آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ لہذا اس طرف توجہ دلانی ہے۔ توجہ دلانا جو لوگ

گورنمنٹ میں یہاں ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ میں ہیں، ان کی ذمہ داری ثابتی ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ نیا پاکستان یہاں آج شکر ہے ابھی نیا بلوجستان کی بات تو نہیں گئی ہے۔ یہ کافی نہیں ہے۔ تو میں یہ آپ سے عرض کر رہا تھا کہ مجھے اس اسمبلی اور اپنے ممبر شپ پر بڑا افسوس ہے کہ ساتھ میں میں ہم کوئی contribution نہیں دے سکتے۔ لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں عرض کر رہا تھا کہ یہ صحیح ہے کہ یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ اور جب تک ہمارا دشمن موجود ہے یہ ہوتا رہے گا۔ لیکن اس کیلئے ہمیں ایک جان ہونا چاہیے۔ یہ بلوجستان کے ہر حصے میں ہوتا ہے بلکہ KP کے میں بھی ایسا رہا ہے اس کیلئے ہمیں ایک ساتھ ہونا چاہیے ہمیں civilians کو اور agencies کو اور enforcement agencies کو ایک ساتھ ہونا چاہیے۔ ہمیں ایک پلیٹ فارم پر ہونا چاہیے۔ گزارش یہ ہے گورنمنٹ سے اور ہمارے بھائیوں سے کہ ہم ایک فیملی کی حیثیت میں ہیں۔ اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہیں پیشک انہوں نے بجٹ اسی ارب روپے کا تو approved کرالیا ہے اس House سے۔ لیکن اگر نہیں ہے تو ہم اپوزیشن کو گورنمنٹ اپنے ساتھ بٹھائیں سمجھائیں کہ بھائی کہ ہمارے آپ کیلئے ایک کروڑ پچیس لاکھ لوگوں کے پیسے ہیں۔ یہ اپوزیشن کے یا ٹریشری پیپر کے پیسے نہیں ہیں۔ یہ میرے ذاتی یا اس کے ذاتی پیسے نہیں ہیں یہ ہر اس عوام کے پیسے ہیں جو ہمارے حلقوں میں بیٹھے ہیں جو ان کے حلقوں میں بیٹھے ہیں۔ تو یہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اس وقت یہ شک اپوزیشن کو یہ ہے کہ انہوں نے سارا لوٹ لیا ہے ہمیں کچھ دیا نہیں ہے۔ اگر یہ بیٹھ کے کوئی سمجھیدہ قسم کی کمیٹی بٹھائی جائے کہ یہ بیٹھ کے سارے معاملات کو شیر کریں یہ پیسے ہم نے عوام کو دینے ہیں ان کے ڈولپمنٹ پر خرچ کرنے ہیں جیبوں میں تو نہیں ڈالنے ہیں۔ تو یہ بہتر understanding ہو سکتی ہے ہم مل کے پورے صوبے کیلئے فائیٹ کر سکتے ہیں اس صوبے کے درباری کو دور کر سکتے ہیں اس صوبے کی جواہیت ہے وہ پاکستان کی اور دنیا کے نظروں میں ہیں بھی اور مزید ہم اجگر کر سکتے ہیں۔ اس ملک کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں بجائے اس کے کہچوٹی چھوٹی بالتوں پر ہم ایکدوسرے سے پرنسل ہو جائیں۔ ذاتیات پر اتر آئیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے۔ میں آج بھی اس ہاؤس سے یہ suggest کروں گا کہ یہ خدارا یا اپوزیشن والے ہوں یا ٹریشری پیپر والے ہوں ہم بھائی ہیں ہم دوست ہیں ہم ایک دوسرے کو گھر گھر سے جانتے ہیں تو ان کو اعتماد میں لیں اور اگر آپ کے پاس کچھ نہیں ہے فیڈرل گورنمنٹ نے کچھ نہیں دیا ہے تو اس حوالے سے بھی ہمیں بریف کریں۔ اور اگر ہمارے پاس اتنا کچھ ہے کہ وہ آپ کے نان ڈولپمنٹ میں چلے جاتے ہیں تو وہ بھی بتائیں کہ یہ اینسیز کے خرچے ہیں یہ لاءِ اینڈ آرڈر کے خرچے ہیں تجوہوں میں۔ یہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اب سارے معاملات ہیں بتیں ہزار نو کریوں کا سن

کے چلے آ رہے تھے بچھلی گورنمنٹ سے آج تک جناب اسپیکر یہ نہیں ہوا۔ تو یعنی unemployment کی یہ پوزیشن ہے۔ بیروزگاری اور بے کاری کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ اب ہر چیز کی قیمت آسمان کی طرف جانے لگی آج مجھے یہاں گیلری میں کوئی بندہ ملا کہتا ہے آغا صاحب میری پچاس ہزار تنخواہ ہے تیس ہزار میری گیس کا بل آیا ہے تیس ہزار بجلی کا بل آیا ہے میں کھاؤں گا کیا؟۔ بل آپ کو بھی پتہ ہے جناب اسپیکر مجھے بھی پتہ ہے آپ کے گیس کے بل کہاں چلے گئے بجلی کے بل کہاں چلے گئے ٹرنپسورٹ کے کرایے کہاں پر چلے گئے؟۔ خوردنی کی اشیاء کی قیمتیں کہاں چلی گئیں؟۔ مہنگائی کا ایک طوفان آیا ہوا ہے۔ یہ بات دوسری ہے کہ وہ حصہ فنا کرنا چاہیے دوسرے کو اعتماد میں لیں۔ اس ہادس کو اگر ہم اتنا بے وقت بنادیا جو آج بنانا ہوا ہے آج سڑکوں پر بازاروں میں لوگ ہم پر ہنسنے ہیں کہ آپ لوگوں نے اتنی تگ و دوکی عوام نے آپ کو ووٹ دیے ہیں۔ ہمارے پاس یہ جو فریش تھوڑے بہت ریلیز ہوئے ہیں کوئی دس گھنٹے میں گھنٹے ڈوزرز کے بھی نہیں ہیں جو ہم انکے لئے راستے بنائیں، روڈوں کی یہ حال ہے۔ جناب چیئرمین کرپشن کی انتہا اتنی ہے کہ ایک ایک پوسٹنگ پچاس، پچاس، سانچھ، سانچھ، ستر لاکھ روپے پر ہو رہی ہیں۔ ہم یورو و کریمی کو خصوصاً جو ڈولپمنٹ میں involved ہیں کہ یورو و کریمی ہے انتہا ہی کر پٹ کر دیا جو نیز لوگوں کو سینٹر پوسٹوں پر بیٹھا دیا اپنے بغل بچوں کو بجا تے ہیں لاء اینڈ آرڈروالوں کو اپنے مرضی سے کام کرنے نہیں دیتے ہیں میری مرضی کا ایس پی لگاؤ میری مرضی کا ڈی ایس پی لگاؤ میری مرض کا ایکسین لگاؤ میری مرضی کا ڈی ایس لگاؤ۔ ہمیں لوگوں سے کام چاہیے ہمیں کسی سے کوئی محبت نہیں ہے کوئی کہیں سے بھی تعلق رکھتا ہے زبان سے مذہب سے رنگ سے تعلق رکھتا ہو لیکن کام ہتھی آنا چاہیے۔ ہمیں بہت کام کرنا ہے اتنا آسان نہیں ہے کہ ہم تقریریں کر کے نکل جائیں۔ ہمارے ہاں بہت کچھ بگز لیا سارا گل سڑگیا ہے یورو و کریمی کا سارا ڈھانچہ تباہ ہو گیا ہے لیکن سارا گنداجب آتا ہے تو پھر وہ House میں یا Parliamentarians پریا Politicians پر آتا ہے میں ذاتی طور پر بتاوں کہ میں خود ٹینکنیکل بندہ ہوں۔ چالیس سالوں سے یہی کر رہا ہوں۔ بارہ سال سینٹ میں نمائندگی کی ہے۔ چھ سال سینٹ میں چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین میں رہا ہوں۔ بہت سے این جی اوز میں رہا ہوں۔ سب کچھ رہا ہوں۔ گورنر رہا ہوں۔ لیکن اس وقت آکے جو میں نے دیکھا ہے کسی ایک ڈسٹرکٹ میں بے ادبی معاف وہ ہمارے ہاں کہتے ہیں مینڈک کا ترازو۔ آپ چارڈ ایں جب تولتے ہو تو دو یچھ اُترگئی ہوتی ہے۔ اس دو کو پکڑیں تو چار اُترگئی ہوتی ہیں یہ حال یورو و کریمی کی ہے کسی کو آپ سیدھا نہیں کر سکتے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں پوری اسکول غائب ہے۔ 80-80 لاکھ ڈیپیمنٹ ہو گئی اسکول کا درک ہی

نہیں ہے۔ ڈپنسری کا درک ہی نہیں ہے۔ ڈاکٹر جگہ پر بیٹھا ہی نہیں۔ بہت سے مسائل ہیں۔ اتنی سادہ بات نہیں ہے جیسے ہم سمجھتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے آج بھی ساتھیوں سے میں یہ یہی گزارشات اپنے سے کروں گا اور ٹریڑری پیچھے سے بھی کہ ہم مل بیٹھے کے خدارا! اس مسئلے کو حل کریں یہ بہت بڑا گھمیبر مسئلہ ہے۔ بلوچستان ڈوبنے کی طرف چلا گیا ہے۔ تباہی کی طرف چلا گیا ہے، ہم اس کو بچانے کی کوشش کریں۔ خصوصاً ایکوکیشن ہیاتھ پر والٹر سپلائی کمپنیکیشن پر توجہ دیں۔ اور سارے ملکراں کام کو کریں۔ مجھے امید ہے کہ اُس طرف سے بھی ثابت جواب آئیگا اور ہمارے اپوزیشن ساتھیوں کو ساتھ لیکر آگے چلانیں گے، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی شکلیہ دہوار صاحبہ، مختصر کر لیں، مختصر بات کر لیں۔

محترمہ شکلیہ نید نور قاضی۔ میں بالکل مختصر کر رہی ہوں میں یہاں ان خالی کرسیوں سے خطاب نہیں کر سکتی۔ آپ کا یہ سینڈ کیٹ کا issue ہے میں خالی کرسیوں سے خطاب نہیں کر سکتی۔ اچنڈا آپ اپنا اچنڈا ایک دفعہ دیکھیں آپ کے اچنڈے میں آج یہ بلوچستان میں حالیہ بارشوں سے ہونے والے نقصانات۔ امن و امان کی صورتحال۔ میں کس سے بات کروں۔ آپ کے جو یہاں Stakeholders ہیں جو آپ کے منسٹر ز ہیں، آپ مجھے بتائیں وہ کہاں پر ہیں؟۔ سینڈ کیٹ کو میں لوں میں کس چیز کو لوں؟۔ نہیں میں responsible لوگوں کی بات کر رہی ہوں۔ زمرک صاحب ہیں قابل احترام ہیں بازنی صاحب ہیں قابل احترام ہیں ہمارے لئے۔ لیکن اس issue پر میں بات کر رہی ہوں ہم کن سے بات کریں۔ سینڈ کیٹ کی جو غیر قانونی جو V.C. نے اپنا پورا وہ ایک چنج کر رہا ہے اس فلور کی عزت نہیں کر رہے ہیں۔ وہ minutes change کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں وہ بات کرتی۔ میں آج آپ کو یہ ڈبلیوائیچ او کی رپورٹ دکھاتی۔ جس میں سے صرف چھ سے سات ڈسٹرکٹس کا انہوں نے کہا ہے کہ کتنے لوگ خوار ہوئے ہیں۔ دردر ہوئے ہیں۔ میں کس چیز کا ذکر کروں یہ خالی کرسیوں سے میں بات کروں، I am sorry۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں حمل کلمتی کر لیں۔

میر حمل کلمتی۔ جناب چیئرمین! بات تب ہی کرنی ہے ہم نے زا بد صاحب نے بھی سب نے بہت سارے میں نے بھی۔ اب تقریباً چار گھنٹے ہو گئے ہیں، میرے خیال سے اگر اجلاس کو next Thursday کو رکھا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں، اس طرح نہیں ہو سکتا چار گھنٹے سے سن رہا ہوں آپ لوگوں کا موئے قفس سامنے آگیا ہے۔ سیر حاصل بحث مکمل ہو گئی ہے ان موضوعات پر، آپ بیٹھ جائیں دونوں موضوعات پر سیر حاصل

بحث مکمل ہو گئی ہے۔ اس پر بحث مکمل ہو گئی ہے آپ لوگوں نے چار گھنٹے مسلسل آپ لوگوں نے بات کی ہے۔ اس پر میں سمجھتا ہوں میرے خیال میں کہ یہ بحث مکمل ہو گئی اس موضوع پر۔۔۔ (داخلت۔شور۔مائیک بند)۔ انجینئر زمرک خان۔ چیرین صاحب! مجھے دو منٹ دے دیں، میں ان کو جواب دیتا ہوں۔

جناب چیرین۔ جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی (وزیر حکومہ زراعت و کوآپریٹوں)۔ میں ان کو، اگر مجھے دو منٹ دے دیں مہربانی ہو گی، میں آپ کو بتا دوں کچھ چیزیں۔۔۔ (داخلت۔شور۔مائیک بند)۔

جناب چیرین۔ ابھی اتنی بتیں کئے گئے ہیں ان کو سننے دیں۔ زمرک صاحب! یہ تائم پورا ہو گیا ہے سیشن کا تائم تین گھنٹے ہوتے ہیں۔ گھنٹے پورے ہو گئے آپ لوگ مسلسل آپ لوگوں نے بات کی، بحث مکمل ہو گئی۔ کس نے بات کی بیباں پر۔۔۔ (داخلت۔شور)۔ نہیں نہیں، اس طرح نہیں ہو گا آپ اگر ہاؤس کو سنجیدہ نہیں لیں گے تو میں بخواست کرنا چاہتا ہوں اسے۔۔۔ (داخلت۔شور۔مائیک بند)۔

وزیر حکومہ زراعت و کوآپریٹوں۔ اچھا ٹھیک ہے نہیں تو ہم آپ کی رائے پر جائیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے ساتھ ہیں۔ دیکھیں! دس دن کے بعد پھر اجلاس ہونے والا ہے۔ نہیں کہ یہ اسمبلی آج ختم ہو گئی تو ختم ہو گئی۔ ہاٹھیک ہے آج یہ میں بالکل یہ آپ کے بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آج جو ہماری حاضریاں ہیں وہ کم ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب چیرین۔ زمرک صاحب اور آپ next session میں ان کی حاضریاں یقینی بنائیں۔۔۔ (داخلت۔شور۔مائیک بند)۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی (وزیر حکومہ زراعت و کوآپریٹوں)۔ آپ بات تو سن لیں۔ بات تو سن لیں اگر آپ بات سنتے ہو ٹھیک ہے نہیں تو ہم بھی بیٹھ جائیں گے۔

جناب چیرین۔ زیرے صاحب! بیٹھ جائیں please۔ اصغر صاحب بیٹھ جائیں سین۔ وزیر حکومہ زراعت و کوآپریٹوں۔ دیکھو! اگر بات سنبھلی ہے ٹھیک میں آپ کو کچھ کہنے والا ہوں۔ اگر نہیں تو میں بھی چلا جاؤں گا۔ دیکھیں! میں آپ سے یہ کہتا ہوں بالکل جو بھی آپ نے مسائل کا ذکر کیا ہے آپ نے جتنے بھی تین چیزیں اچنڈے پر لائے ہیں۔ حقیقت ہے یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ یہ issues نہیں ہیں صوبے کو درپیش۔ اس سے بھی زیادہ درپیش ہیں یہ چیزیں ہمارے امن و امان کا مسئلہ ہے۔ ہماری پی ایس ڈی پی کا مسئلہ ہے۔ بارشوں سے جوتا ہی ہوئی ہیں۔ میں خود گیا ہوں میں تو اپنے علاقے میں گیا ہوں۔ میں بلوچستان کا

ساری صورت حال یہ تو دیکھیں اللہ کی طرف سے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہم لوگوں پر رحمت ہوئی ہے کہ بارشیں ہوئیں۔ دیکھیں! ایک خشک سالی ختم ہوئی۔ دیکھیں یہ آتا ہے ابھی میں قلعہ عبداللہ میں ایک بچی کی death ہوئی ہے پورے قلعہ عبداللہ میں جو ہے بارشیں ہوئی ہیں۔ اس کے دوران دیکھیں لیکن میں نے شکر ادا کیا ہے زمین بھی پھٹ گئی۔ اتنی زیادہ وہ ہوا ہے۔ میں نے جا کے خود ان لوگوں کے ساتھ help کیا۔ میں اتنا کر سکتا تھا جو تھا گورنمنٹ کو روپرٹ دی۔ سب ڈسٹرکٹس سے روپرٹیں آئی ہوئی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ میں اس میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ پرسوں میں نے پوچھا پی ڈی ایم اے والوں سے۔ عمران زرکون میں نام لوں گا ان کو میں نے فون کیا کہتا ہے صرف قلعہ عبداللہ کا روپرٹ رہتا ہے باقی سارے آئے ہوئے ہیں۔ اُس نے یہ بتا دیا اس میں کوئی جھوٹ ہے سچ ہے وہ مجھے پتہ نہیں۔۔۔ (داخلت)۔

جناب چیئرمین۔  
إن کو بات کرنے دیں میں آپ کو فلور نہیں دیا ہے مولانا صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔

وزیرِ حکومتہ زراعت و کوآپریٹووز۔ کیا غلط ہے؟ میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ ابھی تک قلعہ عبداللہ کی روپرٹ نہیں گئی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ غلط ہے۔ کیا غلط ہے مجھے یہ بتائیں؟۔ اسپیکر صاحب جتنے بھی سروے ہیں میں نے خود کئے ہیں۔ اس میں، میں خود گیا ہوں۔ حاجی نواز صاحب خود گئے ہیں ہمارے اصغر خان صاحب قلعہ عبداللہ کی بات کرتا ہوں۔ پھر جتنے بلوچستان میں ڈسٹرکٹ یہاں جو ہے اس بارش کی وجہ سے جوتا ہی ہوئی ہے۔ وہ سب کی روپرٹ آئی ہوئی ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب خود گئے ہیں قلعہ عبداللہ میں میرے خیال سے یہ اٹھارہ سال میں قلعہ عبداللہ میں کوئی چیف منسٹر کا پہلا جو گورنمنٹ میں جانا تھا ان کا visit۔ ان کے والد صاحب پہلے گیا تھا۔ اُس کے بعد کوئی وزیر اعلیٰ قلعہ عبداللہ نہیں گئے۔ اُس نے جا کے خود وہاں پر اعلان کیا کہ جتنے بھی نقصانات ہوئے ہیں میں ان کا ازالہ کرلوں گا اور جو بھی ایک پتیکچ کی صورت میں ان لوگوں کو دوں گا۔ تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ نہیں کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ابھی سارا بلوچستان ہم نے ایک سال میں آباد کر دیا۔ ہم آپ کے ساتھ وہ وعدے کریں جو ہم بھا نہیں سکتے۔ میں آپ کو، کچھ چیزیں اس طرح کہتا ہوں کہ وہ روپرٹ آئی ہوئی ہیں اگر نہیں ہوا تو آپ جب پانچ دن کے بعد جو سیشن ہے اس میں پھر پیش کر لیں۔ چار سال ہمارے ساتھ ہے چار آپ کے ساتھ ہمارے ایک دوسرے کا واسطہ ہو گا۔ جو جمہوری ہمارا جو حق ہے پانچ سال اس کو گورنمنٹ کرنے کا اگر نہیں ہوا ناکام ہوا تو لوگ ہمارے اپنے خود ان کے خلاف ووٹ دینگے کہ جی یہ حکومت ناکام ہے۔ اگر حکومت کامیاب ہے تو آپ کو تھوڑا سا تحمل کے ساتھ ہمارے ساتھ چلنے کی جو ہے وہ کر دیں۔ نہیں وہ ٹھیک ہے وہ تو جو آپ کہتے

ہو۔ دیکھیں! میں آپ کو ایک چیز بتا دوں میں آپ کو یہ بتا دوں کہ میرے knowledge میں ہیں جو چیزیں ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب چیئرمین۔ ٹائم ختم ہو گیا، آپ dictate نہیں کریں آپ بیٹھ کے بات نہیں کریں dictate بھی نہیں کریں مجھے بات کرنے دیں۔

وزیر یحیمہ زراعت و کوآپریٹوں۔ یہ تو آپ تین گھنٹے سے کہہ رہے ہیں میں نے کوئی مداخلت نہیں کی اگر آپ کو یہ پانچ منٹ اگر آپ پانچ منٹ مجھے دے دیں میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں بولوں گا آپ کو وہ چیزیں رکھوں گا پھر آپ آجائیں میرے ساتھ بیٹھ جائیں۔ میں آپ کے ساتھ ہوں جو بھی کہتے ہو وہ قانون اور ووڈر کے مطابق روڈر آف پرو سیجھر کے تحت یا جو سپریم کورٹ ہے یا جو پلانگ کمیشن ہے اس کے تحت جو بھی چیزیں سامنے ہے ہوں۔ میں آپ کو بیان کر دوں گا۔ اگر اس میں کوئی فرق ہے تو آپ آجائیں مجھے کہہ دیں کہ یہ غلط ہے۔ میں پہلے پانچ سال اُدھر بیٹھا تھا پانچ سال میں اُدھر بیٹھا تھا یہ نصرا اللہ ذیرے اُدھر بیٹھے تھے۔ میں اُدھر تین رہا تھا یہی باتیں کر رہا تھا۔ کوئی اُس وقت نہیں سنتا تھا۔ انہوں نے خود کہا میں آپ کو ایک چیز بتاؤں۔ حمل صاحب! آپ میرے ساتھ بیٹھے تھے کہ نہیں بیٹھے تھے؟۔

میر حمل کلمتی۔ اُس وقت آپ کی باتیں کچھ اور تحسیں اور اس وقت ما شا اللہ آپ کی باتیں کچھ اور ہیں۔ وزیر یحیمہ زراعت و کوآپریٹوں۔ میں اس وقت بھی۔۔۔ (مداخلت)۔

میر حمل کلمتی۔ 2008ء میں گورنمنٹ میں تھا تو میری باتیں کچھ اور ہوتی تھیں۔

وزیر یحیمہ زراعت و کوآپریٹوں۔ نہیں، ہم آپ کو بھی بھی وہی باتیں کر رہا ہوں۔ وہ ان باتوں سے نہیں ہٹا ہوں۔ جب میں کہتا تھا کہ جی پی ایس ڈی پی یہ کچھ فیصلے ابھی آئے ہیں۔ کچھ فیصلے اُس وقت نواب صاحب کے دور میں جناب اسپیکر صاحب نہیں تھے۔ اُس وقت ہم آزاد تھے نہ کوئی سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا ان کوئی ہائی کورٹ کا۔ یہ ایک سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے میں آپ کو کہتا ہوں 2013ء میں جو ہوا ہے اس میں لکھا ہے۔ میں شاید کچھ کمزور ہوں انگریزی میں۔ لیکن اتنا جو ہے ایک دو تین چیزیں آپ کو بتاؤں اگر آپ پورا کہتے ہو دو الفاظ میں کہتا ہوں۔ اپنی خواہشات کے مطابق نہ ایم این ایز نہ ایم پی ایز کر سکتے ہیں۔ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے اگر آپ اس کو چیلنج کرتے ہو۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند)۔

میر حمل کلمتی۔ point of order جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

میر حمل کلمتی۔ 2013ء کا سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے لیکن 2013ء میں میرے بھائی اور میں دونوں اپوزیشن میں بیٹھتے تھے۔ اور یہی بات کرتے تھے۔ ڈاکٹر مالک صاحب اُس وقت چیف منستر تھے وہ کہتے تھے۔ کہ ہمیں اپوزیشن کو فنڈ نہیں مل رہے ہیں۔ نہیں مل۔ ہمیں فنڈ دینا چاہیے۔ جبکہ وہ ابھی گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن کو فنڈ نہیں ملنا چاہیے۔ کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ دے رہے ہیں آپ لوگوں کو۔ اُس نے پہلے بھی بتایا ہے۔

وزیر ملکہ زراعت و کوآپریٹوؤز۔ جناب چیئرمین! میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ اگر مجھے مل تو آپ بالکل کہہ دیں کہ زمرک خان آپ فنڈ رکھ لے گئے۔ اُس وقت بھی نہیں ملے ابھی بھی نہیں مل رہا ہے۔ ابھی بھی یہ فیصلہ پڑا ہوا ہے۔ اگر آپ اپنی نشاندہی کر لیں۔ اپنے ڈسٹرکٹ لیول پر۔ آپ کے ڈیپارٹمنٹس موجود ہیں۔ آپ کا بی ایڈ آر ہے۔ آپ کا وائز سپلائی جو ہے پی ایچ ای ہے۔ آپ کا ہیئت ہے۔ ایجوکیشن ہے۔ آپ ان کی نشاندہی کریں اپنے ڈیپارٹمنٹس کو بلا لیں ایک concerned-paper کے ساتھ ہوں۔ وہ اُدھر ہائی کورٹ کا فیصلہ بھی پڑا ہوا ہے۔

میر یونس عزیز ہری۔ point of order جناب چیئرمین۔ زمرک خان! آپ ہمیں dictate نہیں کریں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ آپ ایمانداری سے اپنی بات کر لیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کیا کہنا چاہتے ہیں۔ جو کرنا چاہتے ہیں جو آپ نے کہنا ہے آپ کہہ لیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ان سے جو کہنا ہے وہ کہہ لیں۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے سپریم کورٹ صرف ہمارے لئے نہیں ہے۔ سپریم کورٹ ان پر بھی لا گو ہوتا ہے۔ آپ اُس سے کہہ دیں کہ حل فیکہ کہہ دیں۔ (مدخلت۔ شور۔ مائیک بند)۔

انجینئر زمرک خان اچنڈی (وزیر ملکہ زراعت و کوآپریٹوؤز)۔ جب یہ ہماری بات سننے کو تیار ہیں ہیں تو میں تو چلا جاؤں گا واک آٹ کرلوں گا۔

جناب چیئرمین۔ بات تو سننیں ان کی بات سنیں مسلسل آپ لوگ۔ (مدخلت۔ شور)۔ وزیر ملکہ زراعت و کوآپریٹوؤز۔ آپ ایسے کر لیں یونس عزیز صاحب! یہ عدالت ہے آپ عدالت میں جائیں، اپنے حق حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہم آپ کو نہیں دے سکتے ہیں تو نہیں دے سکتے ہیں آپ محیب سی بات کر رہے ہو۔ آپ یہ دیکھیں آدھا، آدھا گھنٹہ تقریر کرتے ہو۔ ہم مداخلت نہیں کر رہے ہیں ہم سن رہے ہیں۔ جب ہم کھڑے ہوتے ہیں آپ کہتے ہیں dictate کر رہے ہیں۔ میں ہائی کورٹ کا سپریم کورٹ کا فیصلہ آپ کو سننا چاہ رہا ہوں۔ میں زمرک خان نے تو کوئی فیصلہ تو نہیں کیا اپنی طرف سے۔ آپ جا کے عدالت موجود

ہیں۔ آپ جا کے پلانگ کمیشن موجود ہے۔ آپ جا کے سپریم کورٹ موجود ہے۔ ادھر کر لیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ جانتے ہیں تو پھر آپ ادھر کیوں بات کر رہے ہو؟  
یونس عزیز زہری۔ یہ سب کچھ ہم جانتے ہیں آپ ہمیں dictate نہیں کریں۔ وزیر مکملہ زراعت و کواپریٹووز۔ چلو میں بیٹھ گیا میں نہیں کرتا ہوں۔

**جناب چیئرمین۔** اب مجھے کچھ بات کرنے دیں گے لانگ صاحب!۔۔۔ (مداخلت۔ شور)۔ تھک چکے ہیں۔ وہی میں بتارہا ہوں۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا۔** جناب اسپیکر صاحب! زمرک صاحب نے جو بات کی ہے یہ discretionary funds کے حوالے سے سپریم کورٹ کا judgement ہے جس کو ہم سراہتے ہیں ہیں۔ کہ discretion پر فتنہ نہیں ہونے چاہئے through departments ہونی چاہیے یہ بالکل صحیح ہے۔ ہم تائید کرتے ہیں اس کے۔ اب اگر ان ساتھیوں کو گلہ یہ ہے۔ اس پر خان صاحب سے گزارش کروں کہ PSDP کے حوالے سے ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارے اسکیمات جو ہیں وہ PSDP میں شامل نہیں ہو رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ جو حلقوں کا۔ وہی ہمارے حلقوں کے۔ مطلب یہی ہے۔ حلقوں کی بات کر رہا ہوں نا۔ حلقوں کی اسکیمات شامل نہیں ہو رہے ہیں۔ اور باقی جو ٹریڈری پیپر کے حلقوں کی اسکیمات شامل ہو رہے ہیں۔ زمرک صاحب! ایک تو یہ clear کر دیں۔ ایک وہ discretionary funds ہیں جو confusion ہو رہے ہیں۔ جو پہلے تمیں کروڑ تھے۔ اب شاید دس، بیس، پچاس، پندرہ۔ جو بھی کر رہے ہیں۔ لیکن وہ سپریم کورٹ کے فیصلے میں ہے۔

**جناب چیئرمین۔** PSDP پر تو کل بحث مکمل ہو گئی تھی۔ ابھی دوبارہ آپ اُس کو چھیڑ رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ پانچ دن بعد پھر اجلاس ہے۔ دس دن بعد پھر اجلاس ہے میرے خیال میں۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا۔** گزارش یہ تھی اسپیکر صاحب۔ کہ زمرک صاحب سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ساتھی جیسے بول رہے ہیں کہ ہم پورا بول نہیں سکے ہیں، بیٹھے ہیں۔ تو ایک دن اور ایک سیشن رکھ لیں۔ کوئی آسمان تو نہیں گرتا ہے۔ ساتھی سن لیں گے۔

**جناب چیئرمین۔** سیشن رکھنا زمرک صاحب کا کام نہیں ہے۔ آپ بیٹھ جائیں میں بتاتا ہوں۔ وزیر مکملہ زراعت و کواپریٹووز۔ ریکوویشنڈ ایک دن کے لیے ہوتا ہے۔ روکر کی بات میں کر رہا ہوں۔ میں اپنی بات نہیں کر رہا ہوں۔ آپ پھر بیلاں۔ اسپیکر صاحب! یہ کیسے نہیں ہو سکتا ہے۔

--(مداخلت-شور)-complete) ہو گیا بجٹ۔

**جناب چیرین۔** جناب لانگوصاحب! رواں سیشن جو اپوزیشن کی ریکورڈ پر طلب کیا گیا تھا اجلاس۔ اُس میں تین موضوعات تھے P.S.D.P۔ کل اُس پر بحث مکمل ہو گئی۔ آج بحث کا آغاز ہوتے ہی آمن و امان اور بارشوں سے متاثرہ جو نقصانات ہوئے۔ اس حوالے سے اپوزیشن لیدرنے سیر حاصل گفتگو کی۔ اُس کے بعد تین گھنٹے اپوزیشن کی طرف سے اپنے تحفظات کا اظہار کیا گیا۔ تباہیز دی گئیں۔ حکومتی مؤقف سامنے آیا۔ آمن و امان کے حوالے سے۔ سیالبوں کے حوالے سے۔۔۔ (مداخلت-شور)۔ تو میں سمجھتا ہوں ان موضوعات پر بحث مکمل ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ چار گھنٹے مسلسل ہم نے بولے ہیں۔ آپ لوگوں کے تحفظات، حکومتی مؤقف سامنے آیا ہیں۔ اس لیے اب میں آسمبلی اجلاس کا پڑھ کر سناتا ہوں۔ prorogation order

#### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Clause 3 of Article 54 read with Article 126 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Mir Abdul Quddus Bizenjo, Speaker, Balochistan Provincial Assembly, hereby order the on conclusion of business the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Tuesday the 09th April 2019..

Sd/-

Mir Abdul Quddus Bizenjo,

Speaker,

Balochistan Provincial Assembly

Dated 09th April ,2016

(اسembly کا اجلاس شام 08:00 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)۔